ماہنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

(جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۵) شوال المکرم ۱۴۳۲ھ ستمبر ۲۰۱۱ء

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

مدیر اعلیٰ

منیر احمد یوسفی (ایم اے)

بانی سرپرست اعلیٰ:

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔ 0300-4274936

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

زیر انتظام: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

بیادگار: عالم علمی فاضل لوذعی
پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار
قدس سرہ العزیز

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

بفضل عنایت

مجمع انوار محبوب پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی
مجمع انوار محبوب پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی
مجمع انوار محبوب پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی
مجمع انوار محبوب پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی
سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گورائیں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

فہرست

۱	حمد باری تعالیٰ و نعت شریف	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۶
۴	درس حدیث شریف۔	۱۳
۵	بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری۔	۱۵
۶	فضائل قرآن مجید فرقان حمید۔	۲۳
۷	سوالات وجوابات بسلسلہ صحافی۔	۲۸
۸	قرآن مجید اور علم تربیت۔	۳۲
۹	"مسجد ضرار" مفسرین کی نظر میں۔	۳۸
۱۰	فتاویٰ از فتاویٰ رضویہ شریف۔	۴۲
۱۱	انعقاد بیعت بسلسلہ صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری۔	۴۵

پروف ریڈرز
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، حافظ محمد رضوان یوسفی،
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے ایل۔ایل۔بی، ملک محمد سلیم نواز یوسفی

قیمت فی شمارہ 30 روپے

	روپے
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2000
عرب امارات و سعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	300

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی ایم۔اے

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے ایل ایل بی

مدیر معاون
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن منیجرز
شیخ فہد احمد یوسفی، حافظ محمد ظفر یوسفی

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com
ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتا: ایڈیٹر ماہنامہ "سیدھا راستہ" جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III جانز سکیم لاہور۔ فون آفس: 28-042-36880027

ڈرافٹ اور چیک کے لئے منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بنک شادباغ لاہور

کمپوزنگ: ابوبکر کمپوزنگ سنٹر متصل جامع مسجد نگینہ اے۔ ڈی کمپیوٹر سنٹر، 28۔ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور فون آفس: 28-042-36880027

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر فردوس جامع مسجد غلام حسین پارک شادباغ لاہور سے شائع کیا۔ فون آفس: 0300-4274936

حمد باری تعالیٰ

ازقلم: پیر طریقت رہبر شریعت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

خدا دے واسطے حمداں تمامی
خدا دا سب توں اُچا نام نامی
او ہر ذرے دا ہے مالک تے خالق
میں کیہ دساں اوہدی ارفع مقامی

ہے اُس دی شان ستارالعیوبی
چھپا لیندا اے اوہ بندیاں دی خامی
ہے ازلوں ابد تیکر اُس دی شاہی
قدیمی شان ہے اوہدی دوامی

شریک اوہدا کوئی شے جو بناوے
اوہ ہے بد بخت تے مشرک حرامی
کرے تعریف کیہ بندہ خدا دی
جنہوں دیندے نے کل عالم سلامی

نبی مُرسل نے بھاویں اولیاء نے
خدا ولوں نے ایہہ سارے پیامی
کرم اوہدے تھیں پڑھدے پچے نے پنچھی
تے پھلاں تے کرن نازک خرامی

قلم ہوون جے رُکھ سیاہی سمندر
ختم نہ ہوسکے شان گرامی!
ایہہ ہے فرمان یوسفؔ میرے رب دا
کرو سارے محمد ﷺ دی غلامی

ادارہ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور کی طرف سے عمرہ اور اعتکاف کی سعادت حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک ہو۔

مدینے نوں جاون دے دن آگئے نے

ازقلم: پیر طریقت رہبر شریعت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

بدل گیاں رُتاں تے آئیاں بہاراں
مدینے نوں جاون دے دن آگئے نے
محمد☆ پیارے دے در اُتے جاکے
تے دُکھڑے سناون دے دن آگئے نے

سی جہناں نوں سدے پیارے نے گھلے
ٹُرے قافلے اوہ مدینے دے وَلّے
محمد☆ دے روضے دی چُم چُم کے جالی
مقدّر جگاون دے دن آگئے نے

پلا اپنی نظراں دے اَج جام ساقی
تے دیہہ سارے رِنداں توں انعام ساقی
توں پیندا وی جا تے پلاندا وی جاویں
کہ پیون پلاون دے دن آگئے نے

تو اُٹھ ہُن ولاجوت نیناں دی جوڑے
تو جتاں وی روئیں رج رج کے روڑے
نہ ہنجواں دے رکھ سانبھ کے ہُن خزانے
ایہہ موتی لٹاون دے دن آگئے نے

اُٹھو ساتھیو راہ ہجر دی نبیڑو
تے وقتِ سحر ساز دل دے نوں چھیڑو
کرو اپنی زاری کہ تارے دی رووَن
کہ رووَن رُلاون دے دن آگئے نے

مبارک اے راہی مدینے نوں جانا
تے روضے دے گرد جا چکّر لگانا
بُلاؤ دی یوسفؔ نوں آقا نوں کہنا
کہ مُڑ پھر بلاون دے دن آگئے نے

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

اداریہ

ہمارا پاکستان اور سیاسی لوگ

مملکتِ خداداد پاکستان ربّ ذوالجلال والاکرام نے ہمیں ایک عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ لاکھوں جانوں کی قربانی کے بعد برصغیر کے لوگوں کو اسلام کے نام پر ایک عظیم ملک حاصل ہوا۔ جس کے معرضِ وجود میں آتے ہی اس کے خلاف یہود و ہنود کی سازشیں شروع ہو گئیں۔ جس میں پاکستان کے بدخواہ پاکستانی بھی شامل ہو گئے۔ قیامِ پاکستان کے کچھ عرصہ بعد ہی ہر آنے والا دن پاکستان کے حق میں ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اچھا نہیں رہا۔ یہاں تک پاکستان کا مشرقی بازو ملکی باہمی اور غیر سنجیدہ قیادت اور مفاد پرست ٹولے کی وجہ سے ''بنگلہ دیش'' کی صورت دھار گیا۔

یہ تو ربّ ذوالجلال والاکرام کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پاکستان ایٹمی طاقت بن گیا۔ جس کی وجہ سے یہود و ہنود کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔ مگر یہود و ہنود کو غدارانِ پاکستان ڈھونڈنے میں کوئی وقت نہیں ہے۔ بڑی آسانی سے ایسے لوگ مل رہے ہیں جو رہائشی اور ملازم پاکستان کے ہیں لیکن یہودی و ہنودی مفادات کے تحفظ کے لئے کام کر رہے ہیں۔ بڑے اہم ذمہ دار عہدوں پر فائز لوگ پاکستان کے مال و دولت پر عیش و عشرت تو کر رہے ہیں۔ مگر وکالت انڈیا، اسرائیل، امریکہ کی کرتے ہیں اور یہ تین شیطان ہیں جو پاکستان کو ہر طرح کا نقصان پہنچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اب چوتھا شیطان ان لوگوں کی شکل میں سرگرم ہے جو ان تین شیطانوں کا کاسہ لیس اور غلام ہے۔

آئے دن سیاستدانوں کی اکثریت پاکستان کے ٹوٹنے کی باتیں کرتی رہتی ہے۔ تعمیری گفتگو کی بجائے تخریبی بیانات جاری کرتے رہتے ہیں۔ ابھی گذشتہ دنوں کالاباغ ڈیم پر انڈیا نواز وفاقی وزیر ریلوے نے بیان دیا کہ کالاباغ ڈیم بنانے سے پہلے پاکستان کو توڑو۔ کیسی عجیب بات ہے کہ پاکستان کا وفاقی وزیر پاکستان کو توڑنے کا بیان دے رہا ہے اور افسوس صد افسوس کے وفاقی حکومت صدر اور وزیراعظم نے بھارت نواز وزیر کے بیان کا نوٹس تک نہیں لیا اور وہ بدستور اپنے عہدے پر برقرار ہے۔

بے حسی اور ہو کا عالم طاری ہے۔ ہر محکمہ ترقی کی بجائے تنزل کا شکار ہے مگر ارکان قومی اسمبلی و سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان، وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ اور کارکنانِ حکومت اور اربابِ حل و عقد پژمردگی، بے حسی، اخلاقی گراوٹوں اور کرپشن میں مبتلا ہیں۔ ہر کوئی دوسرے کو ٹھگنے اور لوٹنے میں مصروف ہے۔ ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے کچھ کام ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ حکومتی افراد کی مفت میں پرورش ہو رہی ہے۔ جبکہ عوام الناس ہر قسم کے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو یا سی این جی کی لوڈشیڈنگ، پٹرول کی قیمت ہو یا اشیائے خوردنی کے ریٹ، عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہو چکے ہیں۔ پبلک سیکٹر سے نئے نئے ڈاکو اور لٹیرے پیدا ہو رہے ہیں۔ آئے دن راہزنی اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ پولیس جس نے لوگوں کی حفاظت کرنی ہے اُس میں سے کچھ پولیس وزراء کی حفاظت کر رہی ہے اور کچھ اپنے۔ جبکہ عوام الناس بے رحم اور سنگدل لوگوں کے ہتھے چڑھے ہوئے ہیں۔

جو ادارے جس مقصد کے لئے بنے ہیں وہ اپنے فرضِ منصبی سے بے خبر ہیں۔ حکمران بے حسی میں مبتلا ہیں۔ پاکستان جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا ہے، جسے قائداعظم اسلام کی تجربہ گاہ بنانا چاہتے تھے، جس کی بنیاد دو قومی نظریے پر ہے اُس کو دھندلا کیا جا رہا ہے۔ مجید نظامی نے کیا ہی سچی بات کہی ہے کہ پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ ہے اور ہمیں آزادی پاک نبی ﷺ کی بدولت عطا ہوئی۔ پاکستانی حکمرانوں اور عوام الناس کو ملکی بقاء اور ترقی کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے یہ سارے عہدے اور رتبے پاکستان کی

بدولت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہمارے ملک کو تا قیامت قائم رکھے اور یہود و ہنود کے غلاموں کی بجائے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے غلاموں کو پاکستان میں جماؤ غلبہ اور حکومت عطا فرمائے۔ آمین!

ہمارا رب وحدہٗ لاشریک ہے

''امن کی آشا'' کا پرچار کرنے والی ایک تنظیم کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سابق وزیراعظم پاکستان اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ''جس رب کو بھارتی پوجتے ہیں ہم بھی اسی کو پوجتے ہیں۔'' نیز یہ بھی فرمایا کہ پاکستان اور بھارت کی زبان اور ثقافت ایک جیسی ہے اس میں صرف سرحد کی لکیر آگئی ہے۔ اور پھر میاں صاحب نے نہایت تاسف کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ایٹمی دھماکوں کی نوبت نہ ہی آتی تو اچھا تھا۔

سیفما کی اس تقریب میں (جس میں بھارتی وفد بھی شریک تھا) تقریر کرتے ہوئے سابق پاکستانی وزیراعظم نہ جانے کس ترنگ اور کیفیت میں تھے کہ انہیں اس بات کا قطعاً احساس اور ادراک ہی نہ رہا کہ وہ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کے لئے اس قدر محبت کا مظاہرہ کر کے نہ صرف نظریہ پاکستان کی نفی کر رہے ہیں بلکہ کسی حد تک اپنے لئے بھی مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحد کی مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے اُنہوں نے جس طرح بھارتی خداؤں کو اپنا خدا قرار دیا ہے اس سے اُن کے بارے یہ یقین کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ وہ قیام پاکستان کے پس منظر' نظریہ پاکستان اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ادراک بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ اُنہوں نے محض بھارتی وفد کو خوش کرنے کے لئے وہ کچھ کہہ دیا جو حقیقت کے خلاف' مذہب وملت کے خلاف' تاریخی حقائق وشعور کے خلاف اور برصغیر میں مسلم زعماء کی صدیوں پر محیط دینی وسیاسی جدوجہد کے خلاف ہے۔ پاکستان کی ۶۵ ویں سالگرہ کے موقع پر موصوف کا یہ فرمانا کہ ہماری زبان اور تہذیب وثقافت ایک ہے، کیا ظالم وجابر ہندو بنیئے سے آزادی اور حصولِ پاکستان کی تحریک اور تحریک کے قائدین اور بانیانِ پاکستان کا مذاق اڑانے اور قیام پاکستان کے مقاصد کی بے توقیری نہیں؟ موصوف کو اس بات کا ادراک ہونا چاہئے کہ اُن کے والدین اور بزرگ کیوں ہجرت کر کے پاکستان آئے؟ اس لئے کہ تقسیم ہند سے قبل متعصب ہندوؤں نے مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ اُن کو کسی قسم کی مذہبی آزادی نہ تھی اور نہ ہی زندگی کی بقاء کے لئے اُن کو روزگار کے مواقع میسر تھے۔ مسلمان عملاً زندہ درگور ہو کر رہ گئے تھے۔ اس لئے ہجرت کے سوا اُن کے پاس کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا ورنہ زبان وثقافت اُس وقت بھی یہی تھی جو آج ہے۔

آج جس طرح پاک بھارت سرحد کی لکیر اور ایٹمی دھماکوں پر تاسف اور پشیمانی کا اظہار کیا جا رہا ہے اس سے یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ اب ہندو بنیئے کی خصلت وسرشت بدل گئی ہے اور خدانخواستہ بانیانِ پاکستان سے کوئی تاریخی غلطی سرزد ہوگئی تھی جو انہوں نے ایک طویل جدوجہد اور پیہم جانگسل سعی کے بعد حصولِ پاکستان کو یقینی بنایا۔ نامعلوم کن وجوہات کی بناء پر کہا جا رہا ہے کہ کشمیر پر اپنے موقف سے ہٹ جائیں۔ کیا آپ قائداعظم کے اس فرمان کہ ''کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے'' کو جھٹلانا چاہتے ہیں؟ پاکستان کو اپنے اس اُصولی موقف سے ہٹا کر وطن عزیز کا کیا نقشہ بنانا چاہتے ہیں اور پاکستان کی کونسی خدمت سرانجام دے رہے ہیں؟ بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے اگر ۱۹۹۹ کو مسئلہ کشمیر کے حل کا سال قرار دیا تھا تو اس نے آپ کی ذہنی کیفیت ''کہ کاش ہمارے درمیان سرحد کی لکیر نہ ہوتی اور ہم نے ایٹمی دھماکے نہ کئے ہوتے'' کو بھانپتے ہوئے کہا ہوگا۔ ورنہ یہ خوش فہمی بلکہ خود فریبی ہے کہ مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر ہندو بنیئے کو ''کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے'' والی ہٹ دھرمی سے دستبردار کرایا جا سکتا ہے۔

ذہن میں رہے کہ قائداعظم محمد علی جناح مرحوم طویل عرصہ تک سفیرِ وحدت بن کر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان یگانگت اور

اتحاد قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن جب مسلمانوں کے بنیادی حقوق کے خلاف نہرو رپورٹ آئی تو قائداعظم نے ہندو بنیے کی بدنیتی کو بھانپتے ہوئے ہندوؤں سے اپنے راستے جدا کر لئے اور فرمایا کہ "مسلمان اور ہندو الگ الگ قومیں ہیں۔ ان کا مذہب، ان کی تاریخ، ان کے رسم و رواج، رہن سہن اور میل جول کے طریقے مختلف ہیں۔ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتے" ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شادی بیاہ کا تصور بھی نہیں۔ ہندو گائے کی پرستش کرتے ہیں جبکہ مسلمان گائے ذبح کر کے کھا جاتے ہیں۔ اب یہ کہنا کہ سکھ آلو گوشت کھاتے ہیں اور مسلمان بھی آلو گوشت کھاتے ہیں لہٰذا ہماری تہذیب و ثقافت ایک ہے۔ فضول سی بات ہے اور اس حقیقت کو جھٹلانے کے مترادف ہے کہ مسلمان صرف حلال جانور کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر ذبح شدہ حلال گوشت کھاتے ہیں جبکہ ہندو اور سکھوں کے نزدیک حلال حرام کی کوئی تمیز نہیں وہ خنزیر اور حرام طریقہ سے جھٹکا کر کے جانور کو مار کر گوشت کھاتے ہیں۔

جہاں تک رب کو پوجنے کی بات ہے تو مسلمان قطعاً اُس رب کو نہیں پوجتے جس کو ہندو یا سکھ پوجتے ہیں۔ اُن کے ہاں ایک نہیں کئی رب ہیں انہوں نے بے شمار رب بنا رکھے ہیں۔ ان کے نزدیک کائنات کا خالق الگ خدا ہے، کائنات کو تباہ و برباد کرنے والا الگ خدا ہے اور زندگی کی حفاظت کرنے والا خدا بھی الگ ہے جبکہ الحمدللہ مسلمانوں کا رب وہ ہے جو سب جہانوں کا خالق و مالک ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

میاں صاحب کے بارے اغلب گمان ہے کہ وہ دینی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور نظریہ پاکستان پر یقین رکھتے ہیں لیکن ان کی ۱۴ اگست والی تقریر پاکستانیت کی بجائے اس ٹولے کی ترجمان معلوم ہوتی ہے جو روزِ اول سے ہی قیامِ پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا آرہا ہے۔ اس ٹولے نے قائداعظم کو سیکولر ثابت کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا اور اب "امن کی آشا" کا ڈھونگ رچائے بیٹھا ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ "ہمارا آئین قرآن ہے ہمارا مقصود اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور ہم آقائے دو جہاں ﷺ کے غلام ہیں ہم انہیں کے راستے پر چلیں گے"۔

اب میاں صاحب موصوف اپنے بیان سے اِدھر اُدھر ہونے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس حقیقت کو بھول رہے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے سیاسی بیان کی کوئی گنجائش نہیں۔ تردیدی بیان اُس کی تلافی ہرگز نہیں کر سکتے اور نہ ہی معافی بیان کے معنی بدل سکتی ہے۔ اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے حضور معافی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے صدقِ دل سے توبہ کی جائے........ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

تازہ ہوا کے شوق میں اے ساکنانِ شہر
اتنے نہ در بناؤ کے دیوار گر پڑے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ آمین!

جامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات

غریب اور یتیم طلباء وطالبات کے لئے ترجمۃ القرآن، تفسیر قرآن، الشھادۃ الثانویہ خاصہ، الشھادۃ العالیہ، الشھادۃ العالمیہ کی کلاسز میں فری داخلہ اور ہوسٹل میں رہائش کی سہولت موجود ہے۔

رابطہ کے لئے: نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب، متصل جامع مسجد نگینہ، 977-A بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور 0300-4274936,042-36880027-28,36187575

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ښ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (البقرۃ: ۲۶۷ تا ۲۶۹) "اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اُس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اُس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ (ﷻ) بے پرواہ سراہا گیا ہے۔ شیطان تمہیں محتاجی کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ (ﷻ) تم سے بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ (ﷻ) وسعت والا علم والا ہے۔ اللہ (ﷻ) حکمت عطا فرماتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے"۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ "اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں خرچ کرو"۔

طَيِّبٰتِ سے مراد عمدہ اور کھری چیزیں۔ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّ مُجَاهِدٌ مِنْ حَلَالَاتٍ [۱] "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس سے مراد حلال چیزیں ہیں"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ اِلَّا لِمَنْ اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاهُ الدِّيْنَ فَقَدْ اَحَبَّهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يُسْلِمَ قَلْبُهٗ وَلِسَانُهٗ وَلَا يُؤْمِنُ حَتّٰى يَاْمَنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ قَالُوْا: وَمَا بَوَائِقُهٗ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: غَشَّهٗ وَظُلْمَهٗ [۲] لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ لَا يَمْحُو السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيْثَ [۳] "بے

۱؎ مظہری جلد ۱ ص ۳۲۹۔ ۲؎ ابن کثیر جلد ۱ ص ۷۷۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۸۷، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۳۹، شرح السنہ جلد ۴ ص ۲۰۶، مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۳۳، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۹۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۹۹۳، مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۳۱۔ ۳؎ مظہری جلد ۱ ص ۳۷۹، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۸۷، ابن کثیر جلد ۱ ص ۷۷۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۷۱، مرقاۃ جلد ۶ ص ۱۷۔

شک اللہ (ﷻ) نے جس طرح تمہاری روزیاں تقسیم فرمائی ہیں ایسے ہی تمہارے اخلاق بھی تم میں بانٹ دیئے ہیں۔ دنیا تو اللہ (رحمن الدنیا والآخرہ) اپنے دوستوں کو بھی دیتا ہے اور دشمنوں کو بھی ہاں البتہ دین صرف اپنے دوستوں ہی کو عطا فرماتا ہے۔ جسے دین مل جائے وہ اللہ (ربّ العزت) کا محبوب ہے۔ اللہ (ﷻ) کی قسم جس کے ہاتھ مبارک میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا دل اور اُس کی زبان مسلمان نہ ہو جائے اور کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اُس کے پڑوسی اُس کی ایذاؤں سے بے خوف نہ ہو جائیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا نبی (صلی اللہ علیک وسلم) یہ ایذا کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایذا سے مراد دھوکہ بازی اور ظلم و ستم ہے۔ جو شخص حرام مال کما کر اس میں سے خیرات کرتا ہے اُس کی خیرات قبول نہیں ہوتی۔ نہ حرام مال خرچ کرنے میں برکت حاصل ہوتی ہے اور (حرام مال میں سے) جو کچھ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ دوزخ کی طرف لے جانے کے لئے اس کا سامان ہو جاتا ہے۔ برائی برائی سے نہیں مٹتی بلکہ برائی نیکی سے مٹتی ہے بے شک ناپاک سے ناپاک دور نہیں ہوتا"۔

وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ "اور اس میں سے خرچ کرو جو چیزیں ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا فرمائی ہیں"۔

قِيلَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِى صَدَقَاتِ التَّطَوُّعِ [٣] بعض علماء کا خیال ہے اس آیت مبارک میں نفلی صدقہ مراد ہے۔ (زکوۃ مراد نہیں)

فَهٰذَا اَمْرٌ بِاِخْرَاجِ الْعُشُوْرِ مِنْ خَارِجِ الْاَرْضِ [٥] "زمین کی پیداوار کا عشر دینا اس آیت مبارک کی روشنی میں واجب ہے"۔

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے فرماتے ہیں: فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا اَلْعُشْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ [٦] جو چیز بارش اور چشموں سے سیراب ہو یا عشری ہو اس میں عشر لازم ہے اور جس کی سنچائی آب پاشی سے ہو اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے"۔

مطلب یہ کہ ہر قسم کے غذائی غلہ میں دسواں حصہ ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ سنچائی چشمے وادی اور دریا کے پانی سے ہو جس کو حاصل کرنے کے لئے (کھدائی وغیرہ کی) کوئی مشقت نہیں اُٹھانی پڑتی لیکن اگر آب پاشی ڈول یا جرس وغیرہ سے ہو تو پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے۔

فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَجِبُ فِىْ جَمِيْعِ اَصْنَافِ الْخَارِجِ مِنَ الْحُبُوْبِ وَالثِّمَارِ وَالْخُضْرَوَاتِ مُحْتَجًّا بِعُمُوْمِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ [٧] امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ امام اعظم ﷺ کے نزدیک ہر قسم کے غلہ پھل اور سبزی میں زکوۃ واجب ہے کیونکہ مذکورہ بالا آیت مبارک کا حکم عام ہے۔

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ "اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے"۔

حضرت براء ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ كُنَّا اَصْحَابَ نَخْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ ؟ فِىْ نَخْلِهٖ عَلٰى قَدْرِ كَثْرَتِهٖ وَقِلَّتِهٖ وَكَانَ مَنْ لَا يَرْغَبُ فِى الْخَيْرِ يَاْتِىْ بِالْقِنْوِ فِيْهِ الشِّيْصُ وَالْحَشَفُ الْقِنْوُ قَدِ انْكَسَرَ فَعَلَّقَهٗ [٨] "یہ آیت مبارک ہمارے گروہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہم نخلستان والوں میں سے تھے ہم سے کچھ لوگ دل سے خیرات دینی نہیں چاہتے تھے اس لئے اپنے درختوں میں کم و بیش چھوہاروں کا ٹوٹا ہوا خوشہ لا کر دے

---

[٣] مظہری جلد ١ ص ٣٧٠ـ [٥] مظہری جلد ١ ص ٣٨٠ـ [٦] بخاری حدیث نمبر ١٣٨٣، ابوداؤد حدیث نمبر ١٥٩٦، ترمذی حدیث نمبر ٦٣٩، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ٤ ص ١٣٠، نسائی حدیث نمبر ٢٤٨٨، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ٢٣٠٨، ابن ماجہ حدیث نمبر ١٨١٦، مجمع الزوائد جلد ٣ ص ٧٢، مشکوۃ حدیث نمبر ١٧٩٧، تلخیص الحبیر جلد ٢ ص ١٦٩، مسند احمد جلد ٣ ص ٣٤١، کنز العمال حدیث نمبر ١٥٩٥٦، مرقاۃ جلد ٣ ص ٢٦٣، مظہری جلد ١ ص ٣٨٠ـ [٧] مظہری جلد ١ ص ٣٨٠ـ [٨] ابن کثیر جلد ١ ص ٣٨٦، مظہری جلد ١ ص ٣٧٧ـ

دیتے تھے اور خوشہ بھی کمزور گٹھلی والے خراب ردی چھواروں کا ہوتا‘‘۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کَانَ النَّاسُ یَتَیَمَّمُوْنَ شِرَارَ ثِمَارِهِمْ یُخْرِجُوْنَ فِی الصَّدَقَةِ فَنَزَلَتْ ۹ ’’کچھ لوگ اپنے بدترین پھل لاکر عشر دیتے تھے اُن کے بارے میں یہ آیت مبارک نازل ہوئی‘‘۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِزَکٰوةِ الْفِطْرِ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ فَجَآءَ؟ مَا نَزَلَ تَعَالٰی هٰذِهِ الْاٰیَةَ ۱۰ ’’نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے صدقۂ فطر میں ایک صاع چھواروں کا حکم فرمایا تو ایک شخص خراب چھوارے لے آیا اس پر یہ حکم نازل ہوا‘‘۔

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ ’’اور تمہیں ملے تو نہ لوگے جب تک اُس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ (عزوجل) بے پرواہ سراہا ہوا ہے‘‘۔ (مطلب یہ کہ تم اپنے حق میں ردی مال نہیں لیتے اور اللہ (ربّ العزت) کی راہ میں ردی مال دیتے ہو۔ ایسا کرنے کا قصد بھی نہ کرو)۔ ’’وہ غنی اور تعریفوں والا ہے‘‘۔ (یعنی یہ نہ سمجھ لینا کہ وہ محتاج ہے نہیں نہیں وہ تو محض بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو یہ حکم صرف اس لئے ہے کہ غرباء دُنیا کی نعمتوں سے محروم نہ رہیں۔ صدقہ اپنے اچھے حلال مال سے نکال کر اللہ عزوجل کے فضل اُس کی بخشش اُس کے کرم اور اُس کی سخاوت پر نظر رکھو۔ وہ اس کا بدلہ اس سے بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر تمہیں عطا فرمائے گا۔ وہ مفلس نہیں وہ ظالم نہیں وہ حمید حقیقی ہے۔ تمام وا قوال افعال اور تقدیر شریعت سب میں اُس کی تعریفیں ہی کی جاتی ہیں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

قَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ لَوْ وَجَدْتُمُوْهُ لَا یُبَاعُ فِی السُّوْقِ مَا اَخَذْتُمُوْهُ بِسِعْرِ الْجَیِّدِ ۱۱ ’’حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر ایسا ردی مال تم بازار میں بکتا دیکھتے ہو تو کھرے مال کی قیمت میں اس کو نہیں خریدتے‘‘۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ لَوْ کَانَ اُهْدِیَ ذٰلِکَ مَا اَخَذْتُمُوْهُ اِلَّا اسْتِحْیَآءً مِّنْ صَاحِبِهٖ وَغَیْظًا فَکَیْفَ تَرْضَوْنَ لِلّٰهِ مَالَا تَرْضَوْنَ لِاَنْفُسِکُمْ هٰذَا اِذَا کَانَ الْمَالُ کُلُّهٗ جَیِّدًا فَلَیْسَ لَهٗ اِعْطَآءُ الرَّدِیِّ وَاِنْ کَانَ کُلُّ مَالِهٖ رَدِیًّا فَلَا بَاْسَ بِاِعْطَآءِ الرَّدِیِّ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهٗ جَیِّدًا وَبَعْضُهٗ رَدِیًّا فَلْیُعْطِ مِنْ کُلِّ جِنْسٍ بِحِصَّتِهٖ ۱۲ ’’اگر ایسا مال تم کو ہدیہ میں بھیجا جاتا ہے تو قبول نہیں کرتے سوائے اس کے بھیجنے والے کی شرم ہو تو ناراضگی کے ساتھ لے لیتے ہو تو جو چیز اپنے لئے پسند نہیں وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ) کی راہ میں دینا کیوں پسند کرتے ہو؟ ردی مال اللہ (عزوجل) کی راہ میں دینے کی ممانعت اُس وقت ہے جب سارا مال کھرا ہو لیکن اگر سب مال ہی خراب ہو تو عشر میں خراب مال دینا ممنوع نہیں اگر کچھ مال خراب ہو تو ہر قسم کے مال میں سے کچھ کچھ دینا چاہیے‘‘۔

حضرت عبداللہ بن معاویہ الغاضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ثَلَاثٌ مَّنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَاَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَعْطٰی زَکَاةَ مَالِهٖ طَیِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ وَاٰخِرَةً عَلَیْهِ کُلَّ عَامٍ وَلَمْ یُعْطِ الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الْمَرِیْضَةَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّئِیْمَةَ وَلٰکِنْ مِّنْ وَسَطِ اَمْوَالِکُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَسْاَلْکُمْ خَیْرَهٗ وَلَمْ یَاْمُرْکُمْ بِشَرِّهٖ ۱۳ ’’جس نے تین اُمور کو انجام دیا اُس نے ایمان کا

---

۹ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۶، درمنثور جلد ۲ ص ۔ ۱۰ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۱ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۲ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۷۱، درمنثور جلد ۲ ص ۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۰۹ (مختصراً) نصب الرایہ جلد ۲ ص ۳۶۱، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۳۲، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۵۲۔

ذائقہ چکھ لیا (۱) اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت (اور یہ گواہی دی) کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں" (۲) اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال خوش دلی سے ادا کی جو اُس پر کشادگی کی وجہ سے واجب ہے" (۳) نہ بوڑھا جانور دیا ہو نہ مریض جانور دیا ہو اور نہ بیمار اور نہ خراب مال دیا ہو لیکن اپنے درمیانے مال سے دو کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے نہ تم سے بہت بہتر مال کا فرمایا ہے اور نہ تمہیں بُرے مال دینے کا حکم فرمایا ہے"۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مجھے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا میں ایک شخص کے پاس سے گزرا تو اُس نے میرے لئے مال جمع کیا میں نے اُس کے مال میں بطور زکوٰۃ بنت مخاض لازم پائی۔ میں نے اُسے کہا تجھ پر بنت مخاض لازم ہے اُس نے کہا اس کا نہ دودھ ہے اور نہ وہ سواری کے قابل ہے لیکن یہ جو میں تمہیں دے رہا ہوں ایک عظیم موٹی اونٹنی ہے تم یہ لے لو۔ میں نے اُس سے کہا میں وہ نہیں لوں گا جس کے لینے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ تمہارے پاس قریب ہی تشریف رکھتے ہیں اگر تو پسند کرے تو آپ ﷺ کے پاس یہ پیش کر۔ چنانچہ وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلا اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور مسئلہ عرض کیا' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "اگر تو خوشی سے پیش کر رہا ہے تو اللہ عزوجل تجھے اس کا اجر عطا فرمائے گا اور ہم بھی اسے قبول فرما لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے وہ اونٹنی لینے کا حکم فرمایا اور اس شخص کو برکت کی دُعا عطا فرمائی"۔[۱۴]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے پاس چھڑی بھی تھی۔ مسجد میں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے (جو لوگ اپنے مال سے اللہ عزوجل کی راہ میں دینے کے لئے لاتے تھے) اُن میں ایک خوشہ ردی کھجور کا تھا آپ ﷺ نے اُس پر چھڑی ماری اور فرمایا: مَا يَضُرُّ صَاحِبَهٗ لَوْ تَصَدَّقَ بِاَطْيَبَ مِنْ هٰذِهٖ اِنَّ صَاحِبَ هٰذِهٖ لَيَاْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [۱۵] "اگر اس کا مالک اس سے اچھی کھجور صدقہ کرتا تو اُسے نقصان نہ ہوتا۔ اِن کھجوروں کے مالک قیامت کے روز ردی کھجوریں کھائیں گے"۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ "شیطان تمہیں مفلسی کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے"۔

معلوم ہوا کہ نیک کام میں خرچ کرنے میں فقیری کا خوف اور بُرے کاموں میں دلیری سے خرچ کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اُن رشتہ داروں' دوستوں اور بہن بھائیوں کے مشوروں سے محفوظ فرمائے جو شادی بیاہ کے موقع پر بُری اور ہندووانہ رسومات پر خرچ کرنے کی رائے دیتے ہیں۔ جو بُری اور غیر اسلامی اور غیر شرعی رسومات پر خرچ کرنے کا مشورہ دینے میں وہ شکلِ انسانی میں شیطان ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ "اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) تم سے بخشش اور اپنے فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ (عزوجل) اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے اپنے فضل کو وسیع کرنے والا اور جاننے والا ہے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَا مِنْ يَوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا [۱۶] "ہر صبح دو فرشتے زمین پر اُترتے ہیں اُن میں سے ایک اللہ (خیر الرازقین جل جلالہٗ) کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتا ہے' اے میرے اللہ (جل جلالک) خرچ کرنے والے کو

---

[۱۴] مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۵۶ حدیث نمبر ۱۳۹۹' ۱۲۵۲ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۴۲۔ [۱۵] در منثور جلد ۲ ص ۶۰۔ [۱۶] بخاری حدیث نمبر ۱۴۴۲' مسلم حدیث نمبر ۱۰۱۰' ۵۷ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۰' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۷' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۴۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۹۸۵' ۱۶۰۱۲ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۳۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۸۷' قرطبی جلد ۱ ج حدیث نمبر ۲۵۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۰۵ جلد ۷ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۰۷۔

عوض (بدلہ) عطا فرما۔ دوسرا عرض کرتا ہے اے میرے اللہ (جل شانک) بخیل کو بربادی عطا فرما"۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ اَرْضِخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ ١٧ "خرچ کرو اور گنتی نہ کرو ورنہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) بھی تجھے حساب سے (گنتی سے) دے گا۔ جمع کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) بھی جمع فرمائے گا (یعنی تجھے عطا نہیں فرمائے گا) جہاں تک ہو سکے اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتی رہ"۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَنْ هُمْ؟ قَالَ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ١٨ "وہ گھاٹا پانے والے رب کعبہ کی قسم (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا، وہ کون؟ فرمایا: وہ جو مالدار ہیں (جو خرچ نہیں کرتے) مگر وہ مالدار مستثنیٰ ہیں جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیتے ہیں مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ، قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ ١٩ "سخی اللہ (تعالیٰ) کے قریب ہے جنت کے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ (جل شانہ) سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے اور جاہل سخی عابد بخیل سے اللہ (جل سلطانہ) کو زیادہ محبوب ہے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلسَّخَا شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ فَمَنْ كَانَ شَحِيْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ ٢٠ "سخاوت جنت میں ایک درخت ہے (جس کی شاخیں جنت سے باہر جھکی ہوئی ہیں) پس جو شخص اس کی شاخ کو پکڑ لیتا ہے تو وہ شاخ اس کو جنت سے باہر نہیں رہنے دیتی (کھینچ کر اندر لے جاتی ہے) اور کنجوسی دوزخ میں ایک درخت ہے (جس کی ٹہنیاں دوزخ سے باہر ہیں) پس جو شخص اس ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے تو وہ شاخ اس کو کھینچ کر دوزخ کے اندر لے جاتی ہے"۔

امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے فرماتے ہیں: بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا ٢١ "خیرات دینے کی طرف جلد جلد آگے بڑھو کیونکہ مصیبت خیرات کو پھلانگ کر تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتی"۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ "اللہ (تبارک وتعالیٰ) جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے"۔
اَيِ الْعِلْمَ النَّافِعَ عَلٰى مَا هُوَ فِيْ نَفْسِ الْمُوْصِلِ اِلٰى رِضَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْعَمَلَ بِهٖ وَذٰلِكَ لَا

---

١٧ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۷ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۸۵ بخاری حدیث نمبر ۲۵۹۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۱ مسلم حدیث نمبر ۱۰۲۹۸۸ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۵۲ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۷۔ ١٨ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۷ ترمذی حدیث نمبر ۶۱۷ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۵۲۔ ۱۵۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۹۷ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۸۵ کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۸۰۲۔ ١٩ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۷ ترمذی حدیث نمبر ۱۹۶۱ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۲۷ کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۹۲۸ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۸۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۹ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۳۔ ٢٠ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۷ کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۲۰۸۔ ٢١ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۷۔

یَتَصَوَّرُ اِلَّا بِالْوَحْيِ فَهُوَ لِلْاَنْبِيَاءِ اِصَالَةً وَلِغَيْرِهِمْ وِرَاثَةً ۲۲ "حکمت سے مراد صحیح نفع دینے والا علم ہے اور اس کے مطابق عمل' جو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ) کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہو' ایسا علم بغیر وحی حاصل نہیں ہوسکتا اور وحی انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس آتی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے حکمت انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل ہوتی ہے اور غیروں یعنی غیر انبیاء کو نبیوں علیہم السلام کی وراثت کے طور پر حاصل ہوتی ہے"۔

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط "اور جس کو حکمت عطا فرمائی گئی بلاشبہ اُس کو بہت بڑی خیر کثیر عطا فرمائی گئی"۔ خَيْرًا میں تنوین عظمت خیر کو ظاہر کرتی ہے یعنی ایسی خیر جس کے اوپر دونوں جہانوں کی بھلائیاں موجود ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے: لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا ۲۳ "دو اشخاص قابلِ رشک ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ (رَبُّ العالمین) نے مال دیا اور اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور دوسرے وہ جسے حکمت عطا فرمائی اور ساتھ ہی اُس کے ساتھ فیصلے کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی توفیق بھی عطا فرمائی"۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ ۲۴ "اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ) جس کی بھلائی چاہتا ہے اُسے دین (کے مسائل) کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) مجھے عطا فرماتا ہے"۔

قابلِ رشک انسان:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: "دو کے سوا کسی میں رشک جائز نہیں ایک وہ شخص جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) مال عطا فرمائے اور وہ اُسے اچھی جگہ پر لگا دے دوسرا وہ شخص جسے اللہ (تبارک و تعالیٰ) علم عطا فرمائے تو وہ اس سے (صحیح صحیح) فیصلے کرے اور (وہ علم) لوگوں کو سکھائے"۔ ۲۵

رشک اور حسد:

رشک اور حسد دو مختلف چیزیں ہیں:۔ دوسروں کو ملی ہوئی نعمتوں کو دیکھ کر خوش ہونا' اُن کے لئے قائم رہنے کی دعا کرنا اور اپنے لئے بھی ویسی نعمت اور خوشی چاہنا' دوسروں کو خوش حال دیکھ کر خوش ہونا اور خیر کی دعا کرنا "رشک" کہلاتا ہے۔ "حسد" مطلقاً حرام ہے۔ کسی کو ملنے والی نعمت پر جلنا اور زوال چاہنا حسد کہلاتا ہے۔ دوسرے کے زوال اور اپنے لئے ویسی ہی خواہش "حسد" ہے' جو بہت بڑا عیب ہے۔ یہی وہ عیب ہے جس سے شیطان مارا گیا۔

علم حسد نہیں سکھاتا۔ حسد علم کی نفی کرتا ہے۔ جہاں صحیح علم ہوگا وہاں حسد نہیں ہوگا اور جہاں حسد ہوگا وہاں نوری علم نہیں ہوگا۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ

---

۲۲ مظہری جلد ۱ ص ۳۸۷۔ ۲۳ ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۷۸' بخاری حدیث نمبر ۵۰۲۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۰۸' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۹۸' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۰۰۔
۲۴ بخاری جلد ۱ ص ۱۶' مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۷' مسند احمد جلد ۴ ص ۹۲' ترمذی ۲۶۴۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۰' دارمی جلد ۱ ص ۷۴' جلد ۲ ص ۲۹۷' مستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۱۲۸' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۲۰' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۲۸۔ ۲۵ بخاری جلد ۱ ص ۱۷ حدیث نمبر ۷۳' مسلم حدیث نمبر ۲۶۸' ۸۱۶' مشکوٰۃ ص ۳۲ حدیث نمبر ۲۰۲' مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸' مسند احمد جلد ۱ ص ۴۳۲' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۳۔

اَجْرُ مِثْلِ اَجْرُ فَاعِلِهٖ ۲۶ "جو بھلائی کا راستہ بتلاتا ہے اُس کو بھی نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے"۔

دین کی سمجھ یا علم:

حضرت ابودرداء ﷺ سے روایت ہے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاَنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَاَنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ۲۷ "عابد پر عالمِ دین کو ایسے فضیلت ہے جیسے تمام ستاروں پر چودھویں کے چاند کو فضیلت حاصل ہے۔ علمائے دین انبیاءِ کرام علیہم السّلام کے وارث ہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے میراث میں کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا بلکہ علم کی میراث چھوڑی جو اس میراث کو لیتا ہے وہ بڑے نصیب والا ہے"۔

حضرت ابواُمامہ باہلی ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دو آدمیوں کا ذکر فرمایا: ایک اُن میں عابد ہے اور دوسرا عالم تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتّٰى الْحُوْتَ فِي الْمَآءِ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ ۲۸ "عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر میری برتری۔ پھر ارشادِ گرامی فرمایا: بلاشبہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ) اور اُس کے فرشتے اور تمام آسمانوں اور زمین والے یہاں تک سوراخوں میں چیونٹیاں اور پانی کے اندر مچھلیاں سب اُس شخص پر رحمت بھیجتے ہیں جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے (یعنی معلمِ خیر پر اللہ عزوجل رحمت نازل فرماتا ہے) اور تمام مخلوق اُس کے لئے دُعائے رحمت فرماتی ہے"۔

اولاد کی فوت شدہ والدین کے لیے دُعا:

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ ۲۹ "جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کے اَعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے۔ سوائے تین اَعمال کے۔ (۱) صدقہ جاریہ (دائمی خیرات یعنی ایسا عمل جس کا ثواب جاری رہتا ہے)۔ (۲) ایسا علم جس سے (لوگوں کو) نفع پہنچتا رہے۔ اور (۳) یا وہ نیک بچہ (اولاد) جو اُس کے لئے (مرنے کے بعد) دُعا کرے"۔

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ "اور انہیں نصیحت پکڑتے مگر عقلمند لوگ"۔ مراد یہ ہے صرف خیر اور دوسرے اَحکام کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو آیاتِ مبارکہ نازل فرمائی ہیں اُن سے نصیحت اندوز اور خداداد علوم پر غور کرنے والے صرف وہی سمجھدار لوگ ہوتے ہیں جن کا فہم وہم کی مداخلت اور شیطانی خیالات سے پاک ہوتا ہے"۔ اور ایسا تفکر صرف اُسی وقت ہوسکتا ہے جب کامل طور پر نفس امّارہ پر قابو ہو۔

---

۲۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۲۹' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷۱۔ ۲۷ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۵' قرطبی جلد ۹ ج ۱۷ حدیث نمبر ۳۰۰' ابن حبان حدیث نمبر ۸۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۴۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۲' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۲۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۳' کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۷۴۵۔ ۲۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۳' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۳۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۵' قرطبی جلد ۲ ج ۸ حدیث نمبر ۲۹۶' دارمی جلد ۱ ص ۷۷' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۰۱۔ ۲۹ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۷۸' شرح السنہ جلد ۱ ص ۲۳۷' مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲' ابوداؤد جلد ۳ ص ۳۳' مشکوٰۃ ص ۳۲' ابن کثیر جلد ۷ ص ۳۳۰' مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸' ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۲۰۲/۱۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔ ۱۱۳ کتوبر ۱۹۸۰ء' المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

درسِ حدیث شریف

(اسلام آباد ریڈیو اسٹیشن سے انٹرنیٹ پر ۱۳ اگست کو نشر ہوا)

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَاتَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لِّیَخْرُجْنَ وَھُنَّ تَفِلَاتٌ [۱] "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کی بندیوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکو لیکن جب وہ نکلیں تو خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت ہے اور انہیں مسجد جانے سے روکنا نہیں چاہئے مگر یہ احتیاط بھی ہے کہ بناؤ سنگھار کرکے، خوشبو لگا کر اور آواز دار زیور پہن کر نہ جائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے قَالَ سَمِعْتُ حِبِّیْ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ یَقُوْلُ لَاتُقْبَلُ صَلٰوۃُ اِمْرَءَ ۃٍ تَطَیَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰی تَغْتَسِلَ غُسْلَھَا مِنَ الْجَنَابَۃِ [۲] "فرماتے ہیں میں نے اپنے پیارے محبوب نبی کریم رؤف ورحیم ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سنا ہے کہ اس عورت کی نماز قبول نہیں جو مسجد کیلئے خوشبو لگائے"۔[۳] (اگر کسی عورت نے سارے جسم پر خوشبو ملی ہوئی ہو تو مسجد میں آنے کیلئے) نہائے اور اس قدر مل مل کر نہائے جیسے غسلِ جنابت کیا جاتا ہے تاکہ خوشبو کا اثر بالکل جاتا رہے"۔

عورتوں کا خوشبو لگا کر مجلس سے گزرنا اللہ (عزوجل) اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نگاہِ مبارک میں کس قدر معیوب ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْمَرْءَ ۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا وَکَذَا یَعْنِیْ زَانِیَۃً [۴] "عورت جب خوشبو لگا کر مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ہے ایسی ہے یعنی بدکار"

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیان فرماتے ہوئے سنا: لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَاٰی مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَھُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ قَالَ فَقُلْتُ لِعَمْرَۃَ اَنِسَآءُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ نَعَمْ [۵] "اگر رسول اللہ ﷺ اس موقعہ پر ظاہری زمانۂ حیات میں اس (بناؤ سنگھار) کو دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد آنے سے روک دیا گیا تھا۔ میں نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟ فرمایا: ہاں!"

موجودہ دور میں عورتوں کی نمود و نمائش، بناؤ سنگھار، نیم عریاں لباس اور بازاروں میں بے راہرو لوگوں کی کثرت، خصوصیت کے ساتھ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عورتوں کو گھروں میں پابند رکھا جائے اور شمعِ خانہ کو چراغِ محفل بننے سے روکا جائے۔

عورت اپنے خاوند کی اجازت سے والدین کی زیارت، اقارب کی عیادت اور تعزیت کیلئے پردہ کے اہتمام کے ساتھ باہر جا سکتی ہے یا پھر حج کیلئے خاوند یا کسی محرم کے ساتھ جا سکتی ہے۔

---

[۱] ابوداؤد حدیث نمبر ۵۶۵ شرح السنۃ جلد ۲ص ۴۴۰ مسند احمد جلد ۲ص ۴۳۸، ۴۷۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ص ۱۳۴، ۱۳۳ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۶۷۹ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۳ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۵۱۲۱ کنزالعمال حدیث نمبر ۴۵۲۲۳ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ص ۳۶۳، ۳۲۵ [۲] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۰۶۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۷۴ نسائی حدیث نمبر ۵۱۲۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۰۲ مسند احمد جلد ۲ص ۴۴۶ مرقاۃ جلد ۳ص ۱۳۶ [۳] گھر میں خوشبو لگانا منع نہیں اگر گھر میں غیر محرم بھی رہتے ہیں جیسے دیور وغیرہ تو پھر اسی احتیاط کرے کہ غیر محرم مردوں کو خوشبو نہ پہنچے [۴] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۰۶۵ مرقاۃ جلد ۳ص ۱۳۶ ترمذی حدیث نمبر ۲۷۸۶ مسند احمد جلد ۴ص ۳۹۴، ۴۱۸، ۴۰۰ مجمع الزوائد جلد ۶ص ۲۵۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۷۳ ابن حبان ص ۳۵۵ حدیث نمبر ۱۴۷۴ مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۳۹۶ [۵] مسلم جلد ۱ص ۱۸۳ حدیث نمبر ۹۰۱۔

اس کے علاوہ عورت کو وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (الاحزاب:۳۳) "اپنے گھروں میں رہو" کے حکم کے مطابق گھر کی چار دیواری میں رہنا چاہئے اور نماز گھر میں پڑھنی چاہئے۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

"میں کہتا ہوں کہ اگر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس زمانے میں عورتوں کے میک اپ میں طرح طرح کی بدعات اور منکرات کو دیکھ لیتیں تو اس سے بھی زیادہ شدت سے عورتوں کے مساجد جانے کا انکار کر دیتیں" خصوصاً شہر کی خواتین کا میک اپ۔ کیونکہ اس کی خرابیاں بیان سے باہر ہیں اور آج کل بیوٹی پارلر میں جس طرح عورتیں میک اپ کرتی ہیں اگر علامہ عینی علیہ الرحمہ اس کا مشاہدہ کر لیتے تو مارے حیرت کے بے ہوش ہو جاتے۔ ۶

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ "اللہ عزوجل کی بندیوں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی مساجد میں جانے سے منع نہ کرو۔ عورتوں کو چاہئے کہ وہ بغیر خوشبو لگائے جائیں۔

ہر چند کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے رات کے وقت خوشبو لگائے بغیر عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت مرحمت فرما دی ہے لیکن آپ ﷺ نے عورتوں کے گھر میں نماز پڑھنے کو بھی ترجیح فرمائی ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے بیان فرماتی ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ ۷ عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کا اندرونی حصہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: صَلٰوةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ مُخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا ۸ "عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا حویلی میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے"۔

حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے بیان فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہمارے شوہر ہم کو آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہیں۔ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: تمہارا گھروں میں نماز پڑھنا بیرونی کمروں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا بیرونی کمروں میں نماز پڑھنا، حویلیوں میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور تمہارا حویلیوں میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے"۔

حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بہت بوڑھی عورت فجر اور عیدین کی نمازوں میں جا سکتی ہے اور اس کے سوا اور کسی نماز میں نہیں جا سکتی۔

حضرت امام احمد، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ جوان یا خوبصورت عورت کو مسجد میں جانے سے مطلقاً منع کرتے ہیں اور بوڑھی عورتوں کو تمام اوقات میں مسجد میں جانے کی اجازت دیتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ بوڑھی عورت کو رات کے اندھیرے میں مسجد میں جانے کی اجازت دیتے ہیں۔

جب خواتین حج وعمرہ کیلئے مکہ مکرمہ اور پھر مدینہ شریف جاتی ہیں تو وہ وہاں خصوصی رعایت کی وجہ سے تقریباً تمام نمازیں

(باقی صفحہ نمبر ۱۹ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

۶ شرح صحیح مسلم سعیدی جلد ا ص ۱۲۲۸ (چھاپہ فرید بک سٹال لاہور)۔ ۷ الترغیب والترہیب جلد ا ص ۲۲۶ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۳۱، مستدرک حاکم جلد ا حدیث ۷۵۹، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۳، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۶۸۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۸۶۸، ۲۵۱۸۶۔ ۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۰۶۳، مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۷۰، مستدرک حاکم جلد ا حدیث نمبر ۷۵۶، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۲۲۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۱۸۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۳، قرطبی جلد ۶ جز ۱۴ ص ۱۷۹۔

بخاری شریف (اہلسنت)

بحوالہ

تیسیر الباری (اہلحدیث)

(ادارہ)

دونوں آنکھوں کے درمیان سے نور کا نکلنا:

○ دوس ایک قوم ہے یمن میں طفیل بن عمرو اسی قوم میں سے تھے۔ اُن کو "ذوالنور" بھی کہتے ہیں، وہ آن کر مسلمان ہوگئے تو آنحضرتؐ نے اُن کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا۔ اُنہوں نے اسلام کی دعوت دی۔ لیکن اُن کا باپ مسلمان ہوا، ماں مسلمان نہ ہوئی۔ اور قوم والوں نے بھی اُس کا کہا نہ مانا، صرف ابوہریرہؓ نے مانا۔ اُس وقت طفیل آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا کہ "دوس" کے لیے بددُعا کیجئے آپ نے دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دوس کے لوگوں کو ہدایت کی آپ کی دُعا قبول ہوئی۔ کہتے ہیں طفیل بن عمرو نے آنحضرتؐ سے کچھ نشانی چاہی۔ آپ نے دُعا کی یا اللہ طفیل کو نور دے۔ اُن کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں سے ایک نور نکلتا، جو رات کو روشن ہوجاتا۔ ابن کلبی نے کہا حبیب بن عمرو دوس کا حاکم تھا اُس کی عمر تین سو برس تھی وہ پچھتر آدمیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوگیا اس کے ساتھی بھی مسلمان ہوگئے۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۳۵ من وعن)

اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ:

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَ ذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَ شَعْبَانَ "زمانہ گھوم پھر کر پھر اُس حال میں آگیا جس حال پر اُس دن تھا جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمان اور زمین بنائے تھے۔ سال کے بارہ ماہ ہیں اُن میں چار ماہ حرام ہیں۔ اُن میں تین مہینے تو متصل ہیں (پے در پے ہیں) وہ ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں اور چوتھا مہینہ رجب المرجب ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان المعظم کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ "یہ کون سا مہینہ ہے"؟ قُلْنَا اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ "ہم نے عرض کیا اللہ (ﷻ) اور اُس کے رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں"۔ اس کے بعد آپ ﷺ خاموش رہے۔ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ "حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ اس مہینے کا کوئی اور نام ارشاد فرمائیں گے"۔ پھر فرمایا: اَلَیْسَ ذُوالْحِجَّةِ؟ "کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں"؟ ہم نے عرض کیا' جی ہاں! یقیناً یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ "یہ کون سا شہر ہے"؟ ہم نے عرض کیا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ "اللہ (ﷻ) اور اُس کے رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا ادب و احترام تھا کہ اُنہوں نے خیال کیا شاید نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اس شہر کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں! یہ مکہ مکرمہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: فَاَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟ یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا' اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ "اللہ (ﷻ) اور اُس کے رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں۔" آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا شاید آپ ﷺ اس دن کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اَلَیْسَ یَوْمُ النَّحْرِ؟ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا' جی ہاں! حضور ﷺ بے شک یہ قربانی کا دن ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو اب سن لو فَاِنَّ دِمَآءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ "تمہارے آپس کے (مسلمانوں کے) خون اور مال"۔ (یعنی

ایک دوسرے پر حرام ہیں) حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینے میں۔ اور دیکھو تم کو ایک دن ضرور اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے وہ تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ تو کہیں ایسا نہ کرنا میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر (خون خرابہ کر کے) گمراہ بن جاؤ۔ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَا يُبَلِّغُهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ "سن لو جو لوگ تم میں یہاں موجود ہیں وہ یہ حدیث شریف اُن لوگوں کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ پہنچانے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھتا ہے۔ حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ جب یہ حدیث شریف بیان فرماتے تھے تو فرماتے تھے صَدَقَ مُحَمَّدٌ ﷺ "حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سچ فرمایا"۔ بعد ازیں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، مَرَّتَيْنِ "دیکھو میں نے اللہ (عزوجل) کا حکم تم کو پہنچا دیا دو بار یہ فرمایا" ۱

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام تھا کہ وہ بات کو جاننے کے باوجود خاموش رہتے تھے کہ کہیں کسی بات کے کرنے میں پیش قدمی نہ ہو جائے۔ اس کا نام ایمان، عقیدت واحترام ہے۔

جمعۃ المبارک عید کا دن:

حضرت طارق رضی اللہ عنہ بن شہاب سے روایت ہے کہ بعض یہودی یوں کہنے لگے اگر یہ آیت (مبارک) ہم لوگوں پر اترتی تو ہم لوگ اس دن کو عید (خوشی کا دن) ٹھہرا لیتے۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سی آیت (مبارک)؟ اس نے کہا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ...... ۲ "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل فرما دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری فرما دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا۔" امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا (عید کا دن تو وہ ہم لوگوں میں بھی ہے) میں یہ جانتا ہوں جہاں یہ آیت (مبارک) رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ آیت (مبارک) اس وقت اُتری جب رسول اللہ ﷺ عرفہ کے دن میدان عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے یعنی حجۃ الوداع میں"۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تو اس دن کو عید کر لیا۔ ۳

ترمذی کی روایت میں ابن عباس سے یوں ہے کہ اس دن تو دوہری عید تھی ایک تو جمعہ کا دن، دوسرا عرفہ کا دن۔ (تیسیر الباری جلد۵ ص۵۲۶ من وعن)۔

وحید الزماں صاحب نے آیت مبارک کے اُترنے کے دن کو عید کا دن مانا ہے۔ نیز لکھا ہے جمعہ کا دن بھی عید کا دن ہے۔ (خوشی کا دن) انہی مسائل اور معاملات کو اہلسنت و جماعت بڑی خوبصورتی اور علمی نفاست سے بیان کرتے ہیں۔

عید کے معنی:

لفظ "عید" عود سے بنا ہے۔ "العود" کے معنی ہیں لوٹنا عید کا دن بار بار لوٹ کر آنے والا ہے۔ اس لئے اسے "عید" کہا گیا ہے۔ یہ دن شرعی طور پر خوشی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ نیز ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے اُسے "عید" کہتے ہیں۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے اور مونث ہے۔ جس کے معنی "مسلمانوں کے جشن کا دن" اور "خوشی کا تہوار" ہے۔ اُردو زبان میں یہ لفظ "نہایت خوشی" کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر "عید" کا لفظ بولا جاتا ہے۔ پیر پیراں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ "غنیۃ

۱ بخاری جلد۲ ص۲۳۲ حدیث نمبر ۲۳۰۶ تیسیر الباری جلد۵ ص۵۲۵ ۲ المائدہ: ۳ ۳ بخاری جلد۱ ص۱۱ تیسیر الباری جلد۱ ص۳۰ فتح الباری جلد۱ ص۱۳۲ عمدۃ القاری جلد۱ ص۲۶۲-۲۶۳۔

الطالبین شریف" میں عید کی خوشی کی تفصیل کے بیان میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص امیر المومنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اُس نے آپ کو خشک روٹی کھاتے دیکھا۔ اُس شخص نے عرض کیا' آج تو عید کا دن ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا: آج کے دن اُس کی عید ہے جس کے روزے مقبول ہوئے اور جس کے گناہ بخشے گئے۔ اور فرمایا: اَلْیَوْمَ لَنَا عِیْدٌ وَغَدًا لَنَا عِیْدٌ وَکُلُّ یَوْمٍ لَا نَعْصِی اللّٰہَ فِیْہِ فَھُوَ لَنَا عِیْدٌ ۳؎ "آج بھی ہماری عید ہے' کل بھی ہماری عید ہے اور جس دن ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی نافرمانی نہ کریں اس دن بھی ہماری عید ہے"۔

قرآن مجید میں ہے۔ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا..... (المائدۃ:۱۱۴)

"(حضرت) عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے عرض کیا اے میرے اللہ (جل جلالک)! ہمارے پروردگار (جل جلالہ) ہم پر آسمان سے خوان اُتار کہ وہ دن ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے "عید" ہو۔ (اس آیتِ مبارک میں عید سے مراد خوشی اور شادمانی کا دن ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں اُنہوں نے جب یہ آیتِ مبارک پڑھی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ... ۵؎ "تو آپ کے پاس ایک یہودی تھا' وہ بولا' اگر یہ آیت (مبارک) ہم پر اترتی تو ہم (اس دن) کو عید بنا لیتے۔ جواباً (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا: (تم ایک عید کی بات کرتے ہو) جب یہ آیتِ مبارک اُتری اُس دن ہماری دو عیدیں تھیں "یوم جمعہ" اور "یوم عرفہ" (یعنی جمعۃ المبارک کا دن بھی عید کا دن اور عرفہ کا دن بھی عید کا دن)۔

"حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعۃ المبارک میں فرمایا: یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ یَّمَسَّ مِنْہُ وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ ۶؎ "اے مسلمانوں کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے "عید" بنایا ہے لہٰذا نہاؤ اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اُسے خوشبو لگانے میں ضرر نہیں اور مسواک کو لازم پکڑو"۔

حضرت ابو لبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَھُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ ۷؎ "جمعۃ المبارک کا دن تمام دنوں کا سردار اور تمام دنوں سے بڑا دن ہے اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر سے بھی بڑا دن ہے"۔

معلوم ہوا جمعۃ المبارک جسے دونوں عیدوں سے بڑا دن فرمایا گیا ہے' اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے۔ اگر سارے سال کے ایّامِ جمعۃ المبارک کو جمع کیا جائے تو تقریباً ۵۲ بنتے ہیں۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کی ۵۴ عیدیں بنتی ہیں اور بقول امیر المومنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو وہ بھی عید کا دن ہے تو اس طرح ۵۴ عیدیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرما دیں

۳؎ غنیۃ الطالبین عربی اردو ص ۴۰۹۔ ۵؎ مشکوٰۃ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۳۶۸' بخاری حدیث نمبر ۴۶۰۶' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۱۶' ترمذی جلد ۲ ص ۱۳۲ حدیث نمبر ۳۰۴۴۔ ۶؎ مشکوٰۃ ص ۱۲۳ حدیث نمبر ۱۳۹۸' ۱۳۹۹' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۶' ابن ماجہ ص ۷۸ حدیث نمبر ۱۰۹۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۹۹' جلد ۳ ص ۲۴۳' مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۱۹۷ حدیث نمبر ۵۳۰۱' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۹۸۔ ۷؎ مشکوٰۃ ص ۱۲۰ حدیث نمبر ۱۳۶۳' ابن ماجہ ص ۷۷ حدیث نمبر ۱۰۸۴' حدیث نمبر ۱۰۸۲' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۱۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ ص ۳۳' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۳۰' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۹۰' کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۰۶۱)۔

باقی ایّام کو بندۂ مومن خود ایّامِ عید بنا سکتا ہے۔ مگر یاد رہے! یہ جتنی بھی عیدیں ہمیں نصیب ہوئی ہیں یہ تمام کی تمام رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بدولت اور صدقے میں عطا ہوئی ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پیدا ہوئے تو سب کچھ حاصل ہوا۔ اس لئے میلاد النبی ﷺ کی عید ہی وہ عید ہے جو تمام عیدوں کا سبب بنی ہے۔ اہلِ ایمان کہتے ہیں، سرکارِ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کا یوم عظیم خوشیوں اور شادمانیوں کا ذریعہ ہے۔

مقام غور ہے! حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کہتے ہیں: "اے میرے اللہ (جل جلالہ)! ہم پر خوان (روٹی) اُتار تو یہ خوان کا اُترنا ہمارے لئے باعثِ عید ہوگا"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے نبی اور شکر گزار بندے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شکر گذاری دیکھو کہ روٹی ملنے پر عید منا رہے ہیں۔ ہمیں تو امام الانبیاء، حبیب کبریا، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ملے ہیں ہم کیوں نہ خوش ہوں اور وہ دن کیوں نہ ہماری "عید" ہو جس دن ہمارے آقا و مولیٰ حادی و ماوئی ﷺ دنیا میں جلوہ افروز ہوئے ہیں؟

کوئی نہیں جانتا کب مرے گا؟

کیا یہ بات سچی ہے کہ کسی کو علم نہیں کہ وہ کب مرے گا اور اُس کا انجام کیا ہوگا؟ بے شک عام آدمی کو نہیں معلوم کہ وہ کب مرے گا اور اُس کا انجام کیا ہوگا؟ لیکن جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان باتوں کا علم عطا فرمادے اُن کے علم میں شک کرنا ربّ ذوالجلال والاکرام کی ذات اور عطا پر شک کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو وہ علوم عطا فرمائے ہیں جن تک انسانی علم وعقل کی رسائی نہیں ہے۔

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس بیماری میں جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

دَعَا النَّبِیُّ ﷺ فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ فِیْ شَکْوَاہُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ فَسَارَّھَا بِشَیْءٍ فَبَکَتْ ثُمَّ دَعَاھَا فَسَارَّھَا فَضَحِکَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذَالِکَ، فَقَالَتْ سَارَّنِی النَّبِیُّ ﷺ اَنَّہٗ یُقْبَضُ فِیْ وَجْعِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ فَبَکَیْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَھْلِہٖ یَتْبَعُہٗ فَضَحِکْتُ ۵ (خاتون جنت حضرت سیدہ) بی بی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو یاد فرمایا اور اُن کے کان میں کوئی بات فرمائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے اُن کو بلایا اور اُن کے کان میں کوئی بات فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ ہم نے (حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے) اس بارے میں پوچھا۔ اُنہوں نے کہا پہلے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ اس بیماری میں میرا وصال ہو جائے گا۔ یہ سُن کر میں رو دی۔ پھر میرے کان میں فرمایا: تم سب سے پہلے مجھے میرے عزیزوں میں سے ملوگی تو میں ہنس پڑی۔ ۵

۵ "ایک روایت میں یوں ہے کہ دوسری بار کان میں آپ ؐ نے یہ فرمایا کہ تو تمام بہشتی عورتوں کی سردار ہے۔ اس حدیث شریف میں صاف وصریح ایک معجزہ مذکور ہے۔ حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمہؓ سب سے پہلے گذر گئیں۔ صرف چھ مہینے آپ ؐ کے بعد زندہ رہیں۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۷۵ من وعن) ☆

☆ اس فرمان سے رسول پاک ﷺ کی عظمت اور علم کا اندازہ ہوتا ہے کہ ربّ کائنات نے آپ ﷺ کو کتنے علم سے نوازا ہے کہ روزِ قیامت جو فیصلے ہونے ہیں اور کس کس کو کیا مقام ملنا ہے؟ آپ ﷺ نے سب کے بارے میں اُمت کو آگاہ فرما دیا۔

بیمار کو دم کرنا:

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا اشْتَکٰی نَفَثَ عَلٰی نَفْسِہٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْہُ بِیَدِہٖ

---

۵ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۸۔

فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِىْ تُوُفِّيَ فِيْهِ طَفِقْتُ اَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِىْ كَانَ يَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ ۹ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوذات سورتیں (یعنی سورۃ الاخلاص' سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر دم فرماتے۔ ۱۰ اور ہاتھ (اپنے جسم اطہر پر) پھیرتے پھر جب اس دار فانی سے تشریف لے جانے کے وقت بیمار ہوئے تو (ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) میں نے یہ سورتیں' پڑھ کر دم کرنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ کا دستِ انور پکڑ کر آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔

۹ دوسری روایت میں معمر سے یوں روایت ہے میں نے زہری سے پوچھا کیونکر دم کرے انہوں نے کہا یہ سورتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرے پھر ہاتھ اپنے منہ پر پھیرے اس طرح سارے بدن پر جہاں تک ہو سکے۔ (تیسیر الباری جلد۵ ص۵۷۶-۵۷۷ س وعن) ☆

☆ بعض حضرات دم اور تعویذ کو شرک قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآنی آیاتِ مبارکہ اور اللہ جل جلالہ کے پاک نام سے دم کرنا سُنّتِ مبارکہ ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دم کرنا اور پھونک مارنا محبوب ہے۔ یہ ایک پھونکِ پیغمبری کا کمال تھا کہ مٹی کے پرندے میں جان پڑ جاتی تھی۔ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ... (آل عمران:۴۹) "میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ پرندہ ہو جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یَا مُحَمَّدُ اِشْتَكَيْتَ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ ﷺ بیمار ہیں؟"۔ فقال: نَعَمْ! آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! عرض کیا: بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ ۱۰ "میں آپ ﷺ کو اللہ (ﷻ) کے نام مبارک سے دم کرتا ہوں، موذی چیز سے ہر نفس کی شرارت سے حسد والی آنکھ سے اللہ (ﷻ) آپ (ﷺ) کو شفاء عطا فرمائے اللہ (ﷻ) کے نام سے افسوں (دم) کرتا ہوں۔ حسد اور نظر بد بڑی آفتیں ہیں اللہ (ﷻ) محفوظ رکھے"۔

(صفحہ نمبر ۱۴ کا بقیہ)

مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف میں ہی پڑھتی ہیں یہ خصوصیت صرف ان دو مساجد کو حاصل ہے دوران سفر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ یا مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ راستے میں عورتیں بھی مسجدوں میں نماز ادا کرتی ہیں' وہاں اُن کیلئے علیحدہ انتظامات کئے ہوتے ہیں۔

ہمارے ہاں بھی موٹر وے سے گزرتے ہوئے چند مقامات ایسے آتے ہیں جہاں عورتوں کیلئے مساجد میں پردے کا انتظام ہوتا ہے۔

بہر حال عام حالات میں عورتوں کو گھروں میں ہی نمازیں ادا کرنی چاہیں البتہ جمعۃ المبارک اور عیدین کے اجتماعات میں باہر سادگی' شرافت اور خوف رب ذوالجلال والاکرام سے شامل ہونا اور حصول برکت کیلئے دعاؤں میں شریک ہونا بہ نیت خیر جانے میں رخصت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہمارے حال پر رحم فرمائے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق اور دین و دنیا میں کامیابی وکامرانی فرمائے۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة وسلام على رسوله الكريم وعلىٰ آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

---

۹ بخاری جلد۲ ص۸۳۹ حدیث نمبر۴۴۳۹ - ۱۰ تفسیر کبیر جلد۹ ص۱۷۶' مسلم حدیث نمبر۲۱۸۶' مشکوۃ حدیث نمبر۱۵۳۲' مرقاۃ جلد۳ ص۱۳' مسند احمد جلد۶ ص۱۶۰-

فضائل قرآنِ مجید فرقان حمید

ترتیب: محمد عثمان علی یوسفی

قرآنِ مجید اُس کتاب کریم' کلام قدیم کا نام ہے جو ربّ العالمین ﷻ نے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ پر بذریعہ وحی نازل فرمائی ہے۔ جو لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے نازل فرمائی تھی آج بھی اُسی شکل میں مکمل' غیر متبدل قیامت تک کے لئے ضابطۂ حیات ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے واضح عربی زبان میں نازل فرمایا۔ جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اس جیسی کتاب بنا دینا ناممکن ہے اور ربُّ العزت نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ○** (الحجر: ۹) "ہم نے ہی اس (قرآن مجید) کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی خَمْسَۃِ اَوْجُہٍ حَلَالٌ وَحَرَامٌ وَمُحْکَمٌ وَمُتَشَابِہٌ وَاَمْثَالٌ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْکَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِہِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ** ۱؎ قرآنِ مجید پانچ وجہوں پر نازل ہوا ہے۔ حلال' حرام' محکم' متشابہ اور امثال۔ فرمایا حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام' محکم پر عمل کرو۔ متشابہ پر ایمان رکھو اور امثال و واقعات سے عبرت ونصیحت پکڑو"۔

فرشتوں میں ذکر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی قوم و جماعت اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھروں (مسجدوں) میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر تلاوت کتاب اللہ کرتی ہے اور آپس میں قرآن مجید کے درس وتدریس میں مصروف ہوتی ہے تو اُن پر رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے انہیں رحمت کے پروں میں چھپا لیتے ہیں۔ گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ (ﷻ) ان کا ذکر اپنے ملائکہ مقربین میں فرماتا ہے۔ ۲؎

سب سے بہترین:

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا: **خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ** ۳؎ "تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے"۔

قابلِ رشک:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں: **لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ** ۴؎ "دو آدمی قابلِ رشک ہیں۔ (۱) وہ جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط بے حد جل جلالہٗ) نے قرآن پاک (کا علم توفیق تلاوت اور فہم) عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (اور اس کی تلاوت کا اعزاز حاصل کرتا ہے) اور (۲) دوسرا وہ (خوش نصیب شخص) جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ غنی حقیقی) نے مال عطا فرمایا اور وہ اُسے دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے"۔

فرشتوں کا اُترنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رات کے وقت سورۃ البقرۃ شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔ اُن کا گھوڑا اُن کے پاس بندھا ہوا تھا' اتنے میں گھوڑا بدکنے کودنے لگا' وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا تھم

۱؎ مشکوٰۃ ص ۳۰ حدیث نمبر ۱۸۲ مرقاۃ جلد ۱ص ۳۸۹۔ ۲؎ مسلم جلد ۲ص ۳۳۵ مسند احمد جلد ۸ص ۱۹۳ مشکوٰۃ ص ۳۲ شرح السنہ جلد ۱ص ۴۳۷۔ ۳؎ بخاری جلد ۲ص ۷۵۲ ابوداؤد جلد ۱ص ۲۰۶ ترمذی جلد ۲ص ۱۱۸ ابن ماجہ ص ۱۵ مسند احمد جلد ۱ص ۵۸-۶۹ سنن الدارمی جلد ۲ص ۴۳۲ مجمع الزوائد جلد ۷ص ۱۶۶ فتح الباری جلد ۹ص ۷۶' شرح السنہ جلد ۴ص ۴۳۷ مشکوٰۃ ص ۱۸۳ الترغیب والترہیب جلد ۲ص ۳۴۳ الاسماء والصفات للبیہقی ص ۳۳۸ الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۶ص ۱۱۱ تاریخ بغداد جلد ۲ص ۱۰۹ جلد ۱۹ ص ۲۵۹ جلد ۱ص ۳۵ حلیۃ الاولیاء جلد ۴ص ۱۹۳ قرطبی جلد ۱ص ۶۔ ۴؎ بخاری جلد ۲ص ۷۵۱ شرح السنہ جلد ۴ص ۱۱۵ الترغیب والترہیب جلد ۱ص ۳۳۸ مشکوٰۃ ص ۱۸۳۔

گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کر دی اور گھوڑا پھر اچھلا کودا اور وہ پھر چپ ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ انہوں نے پھر پڑھا گھوڑا پھر چمکا، آپ نے تلاوتِ (قرآن مجید) بند کر دی۔ اُن کا بیٹا گھوڑے کے قریب تھا آپ ڈرے کہیں گھوڑا اُسے تکلیف نہ پہنچائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے یحیٰی کو اُٹھایا اور آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر" کیا ملاحظہ فرماتے ہیں" کہ ایک سائبان کی طرح کی کوئی چیز ہے جس میں چراغ جیسی چیزیں ہیں اسی کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئی (اوپر کو چڑھ گئی)۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں رات والا واقعہ عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ "اُسید پڑھتا رہ پڑھا کر واے ابن حضیر (رضی اللہ عنہ)"۔ حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "حضور ﷺ میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے کو کچل نہ ڈالے۔ وہ بالکل گھوڑے کے قریب تھا پھر میں نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور سائبان کی طرح کچھ معلوم ہوا اُس میں چراغ جیسی چیزیں تھیں۔ پھر میں باہر آیا یہاں تک کہ وہ چیزیں غائب ہو گئیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَتَدْرِیْ مَا ذَاکَ؟ قَالَ لَا قَالَ تِلْکَ الْمَلَائِکَۃُ دَنَتْ لِصَوْتِکَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْھَا تَتَوَارٰی مِنْھُمْ ۵ "کیا جانتے ہو وہ کیا تھا؟ عرض کیا، نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ فرمایا: یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر قریب آ گئے تھے اگر تم قرآن مجید پڑھتے رہتے تو صبح کو ان فرشتوں کو دوسرے لوگ بھی دیکھتے اور وہ اُن کی نظر سے غائب نہ ہوتے"۔

عرش کے نیچے:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشادِ گرامی فرمایا: ثَلَاثَۃٌ تَحْتَ الْعَرْشِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُحَاجُّ الْعِبَادَ لَہٗ ظَھْرٌ وَبَطْنٌ وَالْاَمَانَۃُ وَالرَّحِمُ تُنَادِیْ اَلَا مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَہُ اللّٰہُ ۶ "تین چیزیں کل قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ (۱) قرآن مجید جو بندوں کی طرف سے جھگڑے گا (بندوں سے مراد قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے والے مسلمان ہیں اور جھگڑنے سے مراد جھگڑ جھگڑ کی ان کی شفاعت کرنا ہے) قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ (۲) اَمانت (یعنی خلق وخالق کے حقوق ہیں جو ہمارے لئے واجب الادا ہیں) اور (۳) رحم (یعنی انسانوں کے آپس کے قرابت داروں میں) جو پکارے گا کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ (کریم) اُسے ملائے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ (ربّ العزت) اُسے قطع فرمائے گا۔ اپنے سے دور کرے گا (جس نے اپنے اہلِ قرابت کے حقوق ادا کئے اُسے قربِ الٰہی اور رحمتِ الٰہی نصیب ہوگی اور جس نے دنیا میں اپنے اہلِ قرابت کے حقوق ادا نہ کئے اُن سے تعلق نہ رکھا۔ آج وہ ربِّ ذوالجلال والاکرام کی رحمت سے محروم رہے گا)۔

قاری کا مقام:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ پاک فرمایا: یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا فَاِنَّ مَنْزِلَکَ عِنْدَ آخِرِ اٰیَۃٍ تَقْرَاُھَا ۷ "قرآن مجید والے کو (یعنی) جو ہمیشہ تلاوتِ قرآن حکیم کرتا ہے اور اس پر عامل ہے) سے فرمائے گا "پڑھ اور چڑھ" اور ایسے پڑھ جیسے دنیا میں تلاوت کرتا تھا۔ بڑی ترتیل اور خشوع وخضوع سے آج تیرا ٹھکانہ ومقام وہاں ہے جہاں تو آخری آیت مبارکہ تلاوت کرے"۔

مانگنے والے سے زیادہ ملتا ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشادِ عظیم فرمایا: یَقُوْلُ

---

۵ (بخاری جلد۲ص۷۵، تیسیر الباری جلد۶ص۵۱۸، تفسیر ابن کثیر جلد۱ص۳۲ (دار القلم) مشکوۃ ص۱۸۴، مسلم جلد۱ص۲۶۹، ۶ شرح السنہ جلد۱۳ص۲۰، کنز العمال للمتقی الہندی ص۳۲۳۳۹ (اثرات الاسلامی) مشکوۃ ص۱۸۲، ۷ مسند احمد جلد۲ص۱۹۲، السنن الکبری للبیہقی جلد۲ص۵۳، الترغیب والترہیب جلد۲ص۳۵۰، مشکوۃ ص۱۸۶ ترمذی جلد۲ص۱۱۹، ابوداؤد جلد۱ص۲۱۳۔

الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ ۸ اللہ ﷻ (جل جلالہ) فرماتا ہے جسے قرآن مجید نے میرے (دوسرے) ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے روکا (یعنی اتنی تلاوت قرآن کریم کی کہ دُعا کرنے کا وقت بھی نہ ملا) اُسے میں مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرماؤں گا اور اللہ عزّ وجلّ کے کلام کو باقی تمام کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ (ﷻ) کو تمام مخلوقات پر فضیلت اور برتری حاصل ہے"۔

جہر و خفی تلاوت قرآن مجید کی شان:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: فرماتے تھے "جہر (یعنی بلند آواز) سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا ایسے ہے جیسے ظاہر طور پر آشکارا انداز میں دکھا کر صدقہ دینے والا اور آہستہ تلاوت قرآن عظیم کرنے والا ایسے ہے جیسے چھپا کر صدقہ کرنے والا"۔ ۹

ویران گھر:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ ۱۰ "جس کے اندر (یعنی سینے میں) قرآن مجید سے کچھ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے"۔

تاج کرامت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد عظیم فرمایا: "قرآن مجید والا (پڑھنے والا یا حافظ قاری یا اُستاد) حاضر ہوگا۔ قرآن مجید کہے گا اے میرے رب (ﷻ) اسے جوڑا پہنا۔ اُسے تاج کرامت پہنایا جائے گا۔ پھر عرض کیا جائے گا اسے کرامت کا جوڑا پہنا، وہ پہنایا جائیگا پھر کہا جائے گا۔ اے پروردگار (حقیقی) اے مالک (حقیقی) اس سے راضی ہو۔ چنانچہ ربّ ذوالجلال والاکرام اُس سے راضی ہوگا"۔ ۱۱

ایک حرف اور دس نیکیاں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ ۱۲ "جس نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا اُس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے"۔

اٹک کر پڑھنے والے کا ثواب:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْکِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِیْ یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ ۱۳ قرآن عظیم کا ماہر (یعنی عالم معانی اور مسائل سمجھنے والا) معزز فرشتوں اور محترم ومکرم نبیوں (علیہم السلام) کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن پاک پڑھتا ہو اور (پڑھنے میں) اٹکتا ہو اور اُس کے لئے دوگنا اجر ہے (ایک پڑھنے کا دوسرا مشقت کے باوجود پڑھنے کا)۔

روشن تاج:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

---

۸ مشکوٰۃ، ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۰ ۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۳، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۵۲، تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۸، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۵۸، ۱۵۱، ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۷۷ (الشعب) المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۳۳۲، ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۹۱۔ ۱۰ ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۹ ۱۱ ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۹، بیہقی فی شعب الایمان جلد ۳ ص ۵۶۱ ۱۲ ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۴۶۹، درمنثور جلد ۱ ص ۲۲، بیہقی فی شعب الایمان جلد ۲ ص ۵۲۸، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۴۲، قرطبی جلد ۱ ص ۸ جلد ۱۰ ص ۳۴۰، مشکوٰۃ ص ۱۸۲۔ ۱۳ ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۸، مشکوٰۃ ص ۱۸۲۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا [13] "جو (مسلمان) قرآنِ (مجید) کی تلاوت کرے اور جو اُس کے (احکام) ہیں اُن پر عمل کرے، اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے اچھی ہوگی جو روشنی دنیا کے گھروں میں ہوتی ہے (یہ تو والدین کو اعزاز بخشا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ ایمان والے ہوں) تو اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو خود اس پر عامل ہے؟"۔

مُشک سے بھرا تھیلا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَءُوْهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَءَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ [15] "قرآنِ پاک سیکھو پھر اسے پڑھا کرو کیونکہ جو قرآنِ مجید سیکھے اس کی قرأت کرے اس کی مثال اُس تھیلے کی طرح ہے جس میں مشک بھرا ہو جس کی خوشبو ہر جگہ مہک رہی ہو اور اس کی مثال جو (قرآنِ مجید کو) سیکھے اور سو یا رہے اس طرح ہے کہ اس کے سینے میں قرآنِ (پاک) ہو تو وہ اس تھیلے کی طرح ہے جس میں مشک ہو اور اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو"۔

دیکھ کر پڑھنے کا ثواب:

حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی علیہ الرحمہ سے وہ اپنے دادا سے حدیثِ پاک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ عظیم فرمایا: قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْآنَ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَلْفَيْ دَرَجَةٍ [16] "کسی شخص کا قرآنِ کریم کو دیکھے بغیر تلاوت کرنا ہزار درجہ ہے اور قرآنِ مجید میں دیکھ کر تلاوت کرنا اُس پر دو ہزار درجہ افضل ہے"۔

دلوں کا زنگ دُور کرنے والا نسخہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ گرامی فرمایا: اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَاُ كَمَا يَصْدَاُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ [17] "یہ دل زنگ آلود ہو جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دلوں کی پالش وصفا کیا ہے؟ فرمایا: (۱) موت کا کثرت سے ذکر کرنا اور (۲) تلاوتِ قرآنِ مجید کرنا۔

دس افراد کے حق میں شفاعت قبول:

امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ [18] "جس نے قرآنِ مجید پڑھا اور اُسے یاد کیا اور اُس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام جانا اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے جنت میں داخل فرمائے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی تھی (یعنی اس کی اُن گھر والوں کے حق میں شفاعت قبول فرمائے گا جو فاسق اور آتش دوزخ میں جلنے کے مستحق قرار پا چکے تھے)۔

قرآنِ مجید نہ جلے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

[13] مشکوٰۃ ص ۱۸۳، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۶۷، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۶۰ ۔ [15] مشکوٰۃ ص ۱۸۷ ۔ [16] المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ص ۱۹، مشکوٰۃ ص ۱۸۸، بیہقی فی شعب الایمان جلد ۵ ص ۱۷۶ ۔ [17] بیہقی فی شعب الایمان جلد ۳ ص ۳۵۴، مشکوٰۃ ص ۱۸۹، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۱ ص ۸۵ ۔ [18] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۴۱، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۴۸، مرقاۃ جلد ۵ ص ۲۱، ترمذی حدیث نمبر ۲۹۰۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۶ ۔

ہے کہ لَوْ جُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِیْ اِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ مَا احْتَرَقَ [19] "اگر قرآن مجید چمڑے میں رکھ کر آگ میں ڈالا جائے تو وہ نہ جلے گا"۔

یعنی اُس کی عظمت شان و شرف اس قدر زیادہ ہے کہ اگر بفرض و تقدیراً اسے آگ میں بھی ڈال دیں تو آگ اسے نہ جلائے گی تاہم قرآن مجید کی اس عظمت کا اظہار ہر شخص کے ہاتھ پر نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا قرآن مجید کا یہ معجزہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانہ کرامت نشان کے ساتھ مخصوص تھا اور آپ ﷺ کے ظاہری زمانہ اقدس میں ہی پایا جاتا تھا۔ بعض نے کہا حدیث شریف میں واقع آگ سے مراد دوزخ کی آگ ہے جو حق و باطل کے درمیان امتیاز کرے گی اور صحیح جگہ پر ہی وہ کام کرے گی۔ بعضوں نے کہا حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اور اُس کے مطابق عمل کرتا ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور یہ کہ اہاب سے مراد انسان کا چہرہ اور بدن ہے یاد رہے کہ اہاب بے رنگے ہوئے چمڑے کو بھی کہتے ہیں۔

قرآن مجید کی برکت سے بلندی:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ [20] "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اس کتاب (لاریب) کے ساتھ بہت سے لوگوں کو رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے۔ (اُن لوگوں کو بلند مرتبہ پر فائز فرماتا ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں) اور بہت سے لوگوں کو اس سے ذلت کے گڑھے میں ڈالتا ہے"۔

نماز اور قرآن مجید کی تلاوت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ [21] "قرآن مجید کو نماز میں پڑھنا اُس کے غیر نماز میں پڑھنے سے افضل ہے اور قرآن پاک غیر نماز میں پڑھنا تسبیح کرنے اور تکبیر کہنے سے افضل ہے اور تسبیح صدقے سے افضل ہے اور صدقہ روزے سے افضل ہے اور روزہ دوزخ کی آگ کے آگے ڈھال ہے"۔

قرآن مجید کے معنی بیان کریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهٗ وَغَرَائِبُهٗ فَرَائِضُهٗ وَحُدُوْدُهٗ [22] "اے لوگو! قرآن مجید کے معانی بیان کرو اور انہیں ظاہر کرو۔ اس کے غرائب کی پیروی کرو اور قرآن مجید کے غرائب اُس کے فرائض اور اُس کی حدود ہیں"۔

حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مسجد میں سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مسجد میں بیٹھے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے میں مصروف ہیں۔ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور لوگوں کے اس طرز عمل کی اطلاع دی۔ آپ

19۔ اشعۃ اللمعات جلد ۳ ص ۲۹۵ مترجم۔ 20۔ مشکوۃ حدیث نمبر ۲۱۱۵، مسلم حدیث نمبر ۸۱۷/۲۶۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۸، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۵، دارمی جلد ۲ ص ۴۳۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸۹، کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۷۵، قرطبی جلد ۷ ج ۱۳، حدیث نمبر ۲۳۹، مرقاۃ جلد ۵ ص ۱۱۔ 21۔ مشکوۃ حدیث نمبر ۲۱۲۶، مرقاۃ جلد ۵ ص ۔

22۔ مشکوۃ حدیث نمبر ۲۱۹۵، مرقاۃ جلد ۵ ص ۵۶، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۷۲، ۲۸۷۱، ۲۹۰۶۔ کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۵۷۳، ۲۳۰۲، درمنثور جلد ۱ ص ۔

نے فرمایا" کیا واقعی لوگ ایسا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا' ہاں! امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آگاہ رہو بے شک میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ "آگاہ رہو عنقریب فتنہ پھیلے گا"۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اُس سے نکلنے اور نجات پانے کی کیا صورت ہوگی؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهِ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ ۲۳ "اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی کتاب کہ اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں اور واقعات ہیں اور تمہارے بعد آنے والے واقعات بھی ہیں نیز اس میں تمہارے لئے ہر طرح کا حکم اور فیصلہ موجود ہے۔ قرآنِ مجید دوٹوک بات فرماتا ہے۔ لاف زنی سے مبرّا ہے جو متکبر اور ظالم اِسے پس پشت ڈالے گا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے ظلم وتکبر کو توڑے گا اور اُسے پارہ پارہ کرے گا اور جو شخص ہدایت کی روشنی غیر قرآنِ مجید سے چاہے گا اللہ (جل جلالہ) اُسے گمراہی میں ڈالے گا۔ قرآنِ مجید اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی مضبوط رسی اور ذکر حکیم ہے اور صراطِ مستقیم ہے"۔ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ بِهِ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهُ هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهِ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۲۴ "اور یہ قرآن مجید ہی وہ چیز ہے جس کے سبب نفسانی خواہشات کجی سے محفوظ رہتی ہیں اور اس کے ساتھ زبانیں ہر قسم کے اشتباہ سے بھی بچی رہتی ہیں اور علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اور اس کے بار بار تکرار و تلاوت سے اس میں بوسیدگی لاحق نہیں ہوتی اور نہ اس کے عجائبات ختم ہوتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جسے جنات سن کر رُکے یہاں تک کہ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے عجیب قرآن مجید سنا ہے جو رشد و ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے تو ہم اُس پر ایمان لے آئے۔ جس نے قرآن مجید پڑھا' اُس نے راست گوئی اختیار کی جس نے اس پر عمل کیا اُسے ثواب عطا کیا گیا ہے جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اُس نے عدل و انصاف اختیار کیا اور جس نے لوگوں کو اس کی طرف بلایا اُسے صراطِ مستقیم کی طرف چلنے کی ہدایت نصیب ہوگئی"۔

قرآنِ مجید بندوں کے لئے حجت:

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں ثَلٰثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهُ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَّالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ ۲۵ "تین چیزیں کل قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گی ایک قرآنِ مجید جو بندوں کے متعلق حجت اور دلیل بنے گا۔ قرآنِ مجید کا ظاہر بھی اور باطن بھی۔ دوسری چیز امانت ہے اور تیسری چیز رشتہ رحم ہے۔ یہ رشتہ رحم فریاد کرتا ہے' ندا کرتا ہے' کہتا ہے جو شخص مجھے ملاتا اور جوڑتا ہے اور میرے حق کی رعایت کرتا ہے۔ اللہ ﷻ کا لطف وکرم اُس سے ملا دیتا ہے اور اُس کے حق کی رعایت فرماتا ہے اور جو شخص مجھے کاٹتا ہے نہ مجھے جوڑتا ہے اور نہ ہی میرے حق کی رعایت کرتا ہے۔ اللہ ﷻ کا قہر و غضب اُسے کاٹ دیتا ہے اور درگاہِ رحمت سے اُسے دور ڈال دیتا ہے"۔

۲۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۳۷' مرقاۃ جلد ۵ ص ۳۲' ترمذی حدیث نمبر ۲۹۰۶' مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۳۳۰' کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۹۷' شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۰' دارمی جلد ۲ ص ۳۳۵۔ ۲۴ شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۳۸' کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۳۹۔

سوالات وجوابات
بسلسلہ مصافحہ

(ادارہ)

سوال: مصافحہ کا کیا معنی ہے؟

جواب: مصافحہ ص ف ح (صفح) سے بنا ہے جس کے معنی ہیں کشادگی و چوڑائی۔ مصافحہ کے معنی ہیں "ہاتھ کی چوڑائی" یعنی ایک کا اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے کے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا۔

سوال: کیا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مصافحہ کا طریقہ و دستور رائج تھا؟

جواب: ہاں! رائج تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مصافحہ کا دستور تھا فرمایا: ہاں! انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوْا [۱] "جب ملتے تھے مصافحہ کرتے تھے"۔

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی دوست اپنے دوست سے ملے تو اَفَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ "کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے"۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ [۲] ہاں!۔

سوال: پہلے سلام کرنا چاہیے یا مصافحہ؟

جواب: پہلے منہ سے سلام کہنا چاہیے پھر مصافحہ کرنا چاہیے یعنی ہاتھوں کے ملنے سے قبل لفظ سلام یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی ادائیگی ہونی چاہیے۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا لَقِیَ اَصْحَابَہٗ لَمْ یُصَافِحْہُمْ حَتّٰی یُسَلِّمَ عَلَیْہِمْ [۳] "رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے تو اس وقت تک مصافحہ نہیں فرماتے تھے جب تک انہیں سلام نہیں فرمالیتے تھے"۔

سوال: مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہیے یا دونوں ہاتھوں سے؟

جواب: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے۔ حضرت سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں کتاب الاستیذان (کتاب اجازت مانگنے کی) میں باب باندھا ہے: بَابُ الْاَخْذِ بِالْیَدَیْنِ وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ بْنِ الْمُبَارَکِ بِیَدَیْہِ [۴] "باب مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا (حضرت) حماد بن زید (علیہ الرحمہ) نے (حضرت) عبداللہ بن مبارک (علیہ الرحمہ) سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے "تشہد" سکھایا جیسے قرآن مجید میں سے کوئی سورت سکھاتے ہیں۔ (جب آپ ﷺ مجھے تشہد سکھاتے تھے) اس طرح کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں (نورانی مبارک) ہاتھوں کے درمیان تھا اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد میں داخل ہوا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ وہاں موجود ہیں فَقَامَ اِلَیَّ طَلْحَۃُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ یُہَرْوِلُ فَصَافَحَنِیْ وَہَنَّانِیْ [۵] (سب لوگوں سے پہلے اٹھے) اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے (توبہ قبول ہونے کی) مبارکباد دی۔

سوال: مکمل سلام کیسے ہوتا ہے؟

جواب: مکمل سلام ایسے ہوتا ہے کہ منہ سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تَمَامُ تَحِیَّاتِکُمْ بَیْنَکُمُ الْمُصَافَحَۃُ [۶] "تمہاری آپس میں پوری تحیت (یعنی پورا سلام) مصافحہ (کے ساتھ) ہے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں الفاظ ہیں: مِنْ تَمَامِ التَّحِیَّۃِ الْاَخْذُ بِالْیَدِ [۷] "مکمل تحیت ہاتھ پکڑنا ہے"۔

---

[۱] مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۶، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۳۳۔ [۲] مشکوٰۃ ص ۴۰۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۵۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۸۔ [۳] مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۶۔
[۴] بخاری جلد ۲ ص ۹۲۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۷۹۔۱۷۸۔ [۵] ایضاً [۶] ترمذی جلد ۲ ص ۱۰۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۲۷۳، مشکوٰۃ ص ۴۰۲۔
[۷] کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۳۴۷۔

سوال: مصافحہ کرتے وقت انسان کے چہرہ کے تاثرات کیسے ہونے چاہئیں؟

جواب: مصافحہ کرنے والوں کے چہرے مسکراتے ہونے چاہئیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الْمُسْلِمَیْنِ اِذَا الْتَقَیَا وَتَصَافَحَا وَضَحِکَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِیْ وَجْهِ صَاحِبِهٖ لَا یَفْعَلَانِ ذٰلِکَ اِلَّا لِلّٰهِ لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یُغْفَرَ لَهُمَا** ٨ "جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور ہنستے ہیں (خوش ہوتے ہیں) وہ ایسا اللہ (عزوجل) کی رضا کے لئے کرتے ہیں تو جب جدا ہوتے ہیں تو اُن کی بخشش ہو جاتی ہے"۔ (اللہ عزوجل اُن کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے)۔

سوال: سنا ہے آپس میں مصافحہ کرتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرنی چاہیے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر دُرود شریف پڑھنا چاہیے؟

جواب: بالکل درست ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا** ٩ "جب دو مسلمان ملیں تو مصافحہ کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی حمد کریں اور اُس سے معافی چاہیں تو اُن کی بخشش کر دی جاتی ہے"۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ فِی اللّٰهِ یَسْتَقْبِلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَیُصَافِحُهٗ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اِلَّا لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی تُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ** ١٠ "جو دو بندے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، جب اُن میں کوئی ایک (دوسرے کو) ملے اور مصافحہ کرے اور دونوں (حضور) نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) پر دُرود شریف پڑھیں، وہ جدا نہیں ہوں گے مگر ایسی حالت میں کہ دونوں کے گناہ بخشے گئے ہوں گے"۔

سوال: سنا ہے جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو اُن کے جدا ہوتے ہی اُن کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا** ١١ "جب کوئی دو مسلمان آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے دونوں بخش دیے جاتے ہیں"۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَکَاَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَ الْمُسْلِمَیْنِ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ یَبْقَ بَیْنَهُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ** ١٢ "جو دوپہر سے پہلے چار رکعت پڑھ لے تو گویا اُس نے وہ شبِ قدر میں پڑھیں اور جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو اُن کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہتا مگر سب جھڑ جاتے ہیں"۔

اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا**

---

٨ الترغیب والترہیب جلد۳ ص۴۳۲، مجمع الزوائد جلد۸ ص۳۷۔ ٩ مشکوٰۃ ص۴۰۱، مرقاۃ جلد۸ ص۳۹۷، ابوداؤد جلد۲ ص۳۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ ص۹۹، کتاب الاذکار ص۲۲۸۔۱۷۸، کتاب السنی ص۳۷ حدیث شریف نمبر۱۹۳، ابویعلیٰ فی مسندہ حدیث شریف نمبر۱۶۷۳، الترغیب والترہیب جلد۳ ص۴۳۲، مرآۃ جلد۶ ص۳۵۶۔
١٠ کتاب السنی ص۳۷ حدیث شریف نمبر۱۹۳، کتاب الاذکار ص۲۲۰، کنزالعمال حدیث نمبر۲۵۳۶۹، الترغیب والترہیب جلد۳ ص۵۰۲۔ ١١ مشکوٰۃ ص۴۰۰ حدیث نمبر ۴۶۷۹، ترمذی جلد۲ ص۱۰۲ حدیث نمبر۲۷۲۷، ابن ماجہ ص۱۷۱ حدیث نمبر۳۷۰۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ ص۹۹، مسند احمد جلد۴ ص۳۰۳۔۲۸۹، مرقاۃ جلد۸ ص۳۹۷۔
١٢ مشکوٰۃ ص۴۰۳ حدیث نمبر۴۶۹۳ (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)، مرقاۃ جلد۸ ص۵۰۷۔

لَقِیَ اَخَاہُ فَاَخَذَ بِیَدِہٖ تَحَاتَتْ عَنْھُمَا ذُنُوْبُھُمَا کَمَا یَتَحَاتُ الْوَرَقُ عَنِ الشَّجَرَۃِ الْیَابِسَۃِ فِیْ یَوْمِ رِیْحٍ عَاصِفٍ وَاِلَّا غُفِرَلَھُمَا وَلَوْ کَانَتْ ذُنُوْبُھُمَا مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ۱۳ "جب مسلمان اپنے بھائی سے ملتا ہے اور اُس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت کے پتے تیز ہوا سے گرتے ہیں اور اگر اُن کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو معاف کر دیے جاتے ہیں"۔

سوال: مصافحہ کی کیا کیا برکات ہے؟

جواب: مصافحہ سے کینہ دُور ہوتا ہے، مصافحہ کی برکت سے دُعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خراسانی تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تَصَافَحُوْا یَذْھَبْ عَنْکُمُ الْغِلُّ ۱۴ "آپس میں مصافحہ کیا کرو، کینہ جاتا رہے گا"۔ (یہ حدیث شریف مرسل)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ اِلْتَقَیَا فَاَخَذَ اَحَدُھُمَا بِیَدِ صَاحِبِہٖ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَّحْضُرَ دُعَاءَ ھُمَا وَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اَیْدِیْھِمَا حَتّٰی یَغْفِرَ لَھُمَا ۱۵ "جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور اُن میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی کا (مصافحہ کے لئے) ہاتھ پکڑتا ہے تو یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) پر حق ہے کہ اُن دونوں کی دُعا کو قبول فرمائے اور جب دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ چھوڑیں تو اُن دونوں کو بخش دیا جائے"۔

اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا لَقِیَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَاَخَذَ بِیَدِہٖ فَصَافَحَہٗ تَنَاثَرَتْ خَطَایَاھُمَا کَمَا یَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ ۱۶ "جب ایک مومن دوسرے مومن سے ملے تو اُسے سلام کہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے تو اُس کی خطائیں ایسے جھڑ جاتی ہیں جیسے (خزاں کے موسم میں) درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں"۔

سوال: کیا مصافحہ سے محبت اور خیر خواہی کا اظہار ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں! مصافحہ سے محبت اور خیر خواہی کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ملا، آپ ﷺ سے مصافحہ کیا۔ پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ عجمی اخلاق سے ہے یا اس میں کراہت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمَیْنِ اِذَا الْتَقَیَا فَتَصَافَحَا وَتَکَاشَرَا بِوُدٍّ وَنَصِیْحَۃٍ تَنَاثَرَتْ خَطَایَاھُمَا بَیْنَھُمَا ۱۷ "جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور محبت اور خیر خواہی سے جمع ہوتے ہیں تو دونوں کے گناہ دونوں کے درمیان جھڑ جاتے ہیں"۔

سوال: کیا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کبھی کبھی مصافحہ فرماتے تھے یا ہر ملاقات میں مصافحہ فرماتے تھے؟

جواب: جی ہاں! نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ فرماتے تھے۔ حضرت ایوب بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ عنزہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب تم سے ملتے تھے تو تم سے مصافحہ کرتے تھے؟ تو کہا: مَا لَقِیْتُہٗ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِیْ ۱۸ "کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں آپ ﷺ سے ملا ہوں اور آپ ﷺ نے میرے ساتھ مصافحہ نہ فرمایا ہو"۔

---

۱۳ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۲۶۵، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۷، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۳۶۲ ۔ ۱۴ کتاب الاذکار ص ۲۲۷، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۴۰۳، نصب الرایہ جلد ۴ ص ۱۲۱، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۱۹۹۔ ۱۵ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۲، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۶۔ ۱۶ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۳، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۶۔ ۱۷ کتاب الاذکار ص ۲۲۸، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۷، کتاب ابن السنی ص ۷۳، حدیث شریف نمبر ۱۹۵، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۳، ۲۳۴۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۴۰۲، حدیث نمبر ۴۶۸۳، ابوداؤد جلد ۴ ص ۳۶۱، حدیث نمبر ۵۲۱۳، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۲، مرقاۃ جلد ۸ ص ۴۹۹۔

سوال: مصافحہ کرنے والوں پر کتنی رحمتیں نازل ہوتی ہیں؟

جواب: مصافحہ کرنے والوں پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِذَا الْتَقَی الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ فَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا عَلٰی صَاحِبِهٖ فَاِنَّ اَحَبَّهُمَا اِلَی اللّٰهِ اَحْسَنُهُمَا بِشْرًا لِصَاحِبِهٖ فَاِذَا تَصَافَحَا نَزَلَتْ عَلَيْهِمَا مِائَةُ رَحْمَةٍ وَلِلْبَادِیْ مِنْهُمَا تِسْعُوْنَ وَلِلْمُصَافِحِ عَشَرَةٌ** ۱۹؎ "جب دو مسلمان مرد آپس میں ملتے ہیں، اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ (ﷻ) کو زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو شگفتہ چہرے سے اپنے دوست سے ملتا ہے اور جب دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں پر سو رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، ان میں سے پہل کرنے والے پر نوے اور (بعد میں) مصافحہ کرنے والے پر دس"۔

سوال: مصافحہ میں پہل کرنے والے پر کتنی رحمتیں نازل ہوتی ہیں؟

جواب: مصافحہ میں پہل کرنے والے اور کھلے چہرے کے ساتھ حال چال پوچھنے والے پر ایک حدیث شریف کے مطابق نانوے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الْمُسْلِمَیْنِ اِذَا الْتَقَیَا فَتَصَافَحَا وَتَسَاءَلَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا مِائَةَ رَحْمَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ لِاَبَشِّهِمَا وَاَطْلَقِهِمَا وَاَبَرِّهِمَا وَاَحْسَنِهِمَا مُسَاءَلَةً بِاَخِيْهِ** ۲۰؎ "جب دو مسلمان ایک دوسرے کے حال احوال (خیر وعافیت) کے بارے پوچھتے ہیں تو دونوں میں جو زیادہ خوشی، تبسم اور حسن اخلاق اور کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ حال چال پوچھتا ہے اس کو نانوے رحمتیں ملتی ہیں"۔

سوال: کیا جنبی شخص مصافحہ کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جنبی شخص مصافحہ کر سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ملے: **فَاَرَادَ اَنْ يُّصَافِحَهٗ فَتَنَحّٰی حُذَيْفَةُ، فَقَالَ اِنِّیْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا صَافَحَ اَخَاهُ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُمَا كَمَا يَتَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ** ۲۱؎ "تو آپ ﷺ نے (حضرت) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن (حضرت) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مصافحہ نہ کیا اور عرض کیا میں جنبی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے (خشک) درخت کے (خزاں کے موسم میں) پتے جھڑتے ہیں"۔

ہفتہ وار تعلیمی وتربیتی اجتماع

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عنایت سے ہر ہفتہ کو بعد از نماز عشاء جامع مسجد نگینہ' 977-A' بلاک B-III' گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور میں دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانے کیلئے تربیتی وتعلیمی اجتماع ہوتا ہے آپ تمام محبان اسلام اور عشاقان مصطفی ﷺ کو شرکت کی دعوت ہے۔

خصوصی بیان

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

الداعی الی الخیر: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

042-36880028,0300-4274936

۱۹؎ الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۳۳۳ مسند بزار جلد۲ ص ۲۰۰ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۷۔ ۲۰؎ الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۳۳۳ مجمع الزوائد جلد۸ ص ۳۷۔ ۲۱؎ مجمع الزوائد جلد۸ ص ۳۷ ۲۲؎ الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۳۳۳۔

قرآنِ مجید اور علمِ تربیت

از قلم۔ علامہ صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِی ھٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ارشادِ ربُّ العالمین ہے "اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن (مجید) میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو"۔

توحید باری تعالیٰ اور رسالت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور ذکرِ انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے مسئلے سے متعلق آگاہی اور تربیت قرآنِ مجید سے حاصل ہوتی ہے۔

پہلے آسمانی صحیفے اور کتابیں جن انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کی گئیں انہیں یکبارگی اور مکمل طور پر نازل فرما دیا گیا۔ گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی اُمتوں کو کتابوں اور صحیفوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کی تعلیم فرماتے تھے۔ جبکہ قرآنِ مجید کو ربّ ذوالجلال والاکرام نے پہلی کتابوں کی طرح نازل نہیں فرمایا بلکہ ارشادِ عظیم ہوتا ہے: تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ (یٰسین:۵) "عزت والے مہربان کا اُتارا ہوا ہے"۔ آہستہ آہستہ تقریباً تئیس سال میں نزولِ قرآنِ مجید مکمل ہوا۔ موقعہ بہ موقعہ جس معاملہ میں بتدریج تربیت مقصود ہوتی رہی قرآنِ مجید نازل ہوتا رہا۔

رمضان المبارک کے عظیم مہینے میں آغازِ نزول ہوا تو مقصد ومدعا بیان فرما دیا گیا۔ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ..... (البقرۃ:۱۸۵) "رمضان (المبارک) کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (مجید) اُترا لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اور جس میں فیصلہ کرنے والی روشن مثالیں ہیں"۔

قرآنِ مجید کی عظمت وشان اور اُسلوبِ تربیت بیان کرتے ہوئے ربّ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (یونس:۵۷) "اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ایمان والوں کی ہدایت اور رحمت"۔ قرآنِ مجید ہر دور اور ہر زمانے اور ہر ملک وبستی کے لوگوں کی تربیت کے لئے آیا ہے۔ اچھی نصیحت ہی تربیت کامل کا ذریعہ ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید حکمتوں اور دانائیوں سے بھرا پڑا ہے اور ربّ ذوالجلال والاکرام نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ذریعے صاحبِ علم لوگوں کو فرمایا ہے: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ...... (النحل:۱۲۵) "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے"۔ تعلیم وتربیت کے لئے حکمت یقینی دلائل اور نصیحت سے رغبت دینا ہے اور ڈرسنانا بھی ضروری ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ لوگوں کو دعوت دیتے اور قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے اور بذریعہ قرآنِ مجید عقائد واعمال کی تربیت فرماتے۔

اللہ ﷻ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۱ اور ۱۵۲ میں ارشاد فرمایا: قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ ۚ وَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ۚ وَبِعَھْدِ اللّٰہِ

اَوْفُوْا ۚ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (الانعام:۱۵۱۔۱۵۲)" (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ (ﷺ) فرمائیں آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے کھلی اور چھپی ہر قسم کی بے حیائیوں سے دُور رہو اور جس جان کی حرمت اللہ (ﷻ) نے بیان فرمائی ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو یہ حکم تمہیں اس لئے فرمایا ہے تاکہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچیں اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ (ﷻ) ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی ہے تاکہ تم نصیحت مانو اور یہ کہ یہ میرا "سیدھا راستہ" ہے تو اس پر چلو اور مختلف راہیں نہ چلو (یہ مختلف راہیں تمہیں اس راہ یعنی صراطِ مستقیم سے جدا کر دیں گی) یہ تمہیں حکم فرمایا ہے تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے"۔

ان مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی رسالت کو ماننے والوں کو شرک سے بچنے کی تعلیم و تلقین فرمائی گئی ہے اور ماں باپ اگرچہ کافر بھی ہوں تو ان کا حق پدری اور مادری ادا کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ ربّ ذوالجلال والاکرام کے رازقِ حقیقی ہونے پر مضبوط اعتقاد رکھنا کہ وہی ہر ایک کا رازقِ حقیقی ہے۔ قرآن مجید جہاں بنیادی اعتقادیات کی تعلیم فرماتا ہے وہاں عملی کردار کی تعمیر کی تعلیم بھی فرماتا ہے کسی کو ناحق قتل نہیں کرنا یتیم کے مال سے بچنا ہے کیونکہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ .... (النسآء:۱۰)" وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں"۔

معاشرتی زندگی کی تعلیم و تربیت میں ایک دوسرے کے استحصال سے گریز کرنے کا حکم فرمایا کہ ناپ اور تول انصاف کے ساتھ ہونا چاہئے کسی کا حق تلف نہیں کرنا چاہئے۔ حق و انصاف کی گفتگو کرنی چاہئے اگرچہ رشتہ داروں کا ہی معاملہ کیوں نہ ہو۔ عہد کی پاسداری کا خیال کرنا چاہئے۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (البقرۃ:۱۷۷) "نیکی صرف یہی نہیں کہ (اپنا) منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائیں اللہ (ﷻ) پر اور قیامت کے دن پر، ملائکہ اور کتابوں پر اور انبیاء کرام (علیہم السلام) پر اور اللہ (ﷻ) کی محبت میں اپنا عزیز مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، راہ گیروں، سائلوں اور قیدیوں کو رہا کرانے کے لئے خرچ کیا جائے۔ نمازِ پنجگانہ قائم کی جائے اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے، ایفائے عہد کیا جائے، مصیبت اور سختی اور جہاد کے وقت صبر کیا جائے (جو اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کر لیتا ہے اللہ ﷻ فرماتا ہے) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچی بات کہی اور یہی پرہیزگار لوگ ہیں"۔

معاشرے کی معاشی پریشانیوں کے حل کے لئے انفاق فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ و صدقات و خیرات کی تعلیم و ترغیب اور تربیت کے لئے فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ص ....

(البقرۃ:۲۶۷) "اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اُس میں سے بھی دو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے"۔

اس کے ساتھ یہ بھی تعلیم فرمائی ہے کہ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرۃ:۲۶۲) "وہ لوگ جو اپنے مالوں کو اللہ (ﷻ) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد احسان نہیں جتاتے اور تکلیف نہیں دیتے' اُن کا اَجر اُن کے رب کے پاس ہے اور اُنہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم"۔ پھر خیر خواہی چاہتے ہوئے بھی فرمادیا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ ..... (البقرۃ:۲۶۴) "اے ایمان والو! احسان جتلا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو"۔

حقوق العباد کی ادائیگی اور ایک دوسرے کی عزتِ نفس کا خیال رکھنے کی زبردست تعلیم و تربیت فرمائی گئی ہے کہ اے ایمان والو! نہ مرد مردوں کو مذاق کریں اور نہ عورتیں عورتوں کو مذاق کریں۔ ہوسکتا ہے جن کو مذاق کیا جارہا ہے وہ مذاق کرنے والوں سے بہتر ہوں وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ .... (الحجرات:۱۱) "اور آپس میں طعنہ زنی نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے القاب نہ رکھو"۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحجرات:۱۲) "اے ایمان والو! بدگمانی سے بچو بے شک بدگمانی گناہ ہوتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ (ﷻ) سے ڈرو۔ بے شک اللہ (ﷻ) بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے"۔

قرآن مجید نے اِن باتوں کو بیان فرمانے کے بعد انسانی معاشرے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا عظیم ارشاد واضح فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات:۱۳) "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا ہے اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک اللہ (ﷻ) کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے' بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) جاننے والا خبردار ہے"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں حسن و جمال' مال و دولت' خاندان اور قبیلے قبولیت کا معیار نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت اور بزرگی کا معیار تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرنے والوں کے لئے فرمایا' یہ وہ لوگ ہیں: اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (البقرۃ:۳-۴) "جو ایمان بالغیب لائیں اور نماز (پنجگانہ) قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں اور اس کتاب پر ایمان لائیں جو (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمائی ہے اور جو کتابیں آپ ﷺ سے پہلے اُتریں ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں"۔ نیز .... اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ .... (آل عمران:۱۳۴) "جو رنج اور خوشی میں اللہ (ﷻ) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے"۔ ایسے اوصاف رکھنے والوں سے اللہ (ﷻ) محبت فرماتا ہے۔

قرآن مجید نے لوگوں کی اخلاقی اور عملی تربیت کی اصل روح اللہ (ﷻ) رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ

کی محبت بیان فرمائی ہے جس کے بغیر کسی عمل کی کوئی حقیقت نہیں۔
چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشادِ عظیم ہے: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ...... (التوبہ:۲۴) ”(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ (ﷺ) فرمائیں! اگر تمہارے ماں باپ، تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ (ﷻ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف و رحیم ﷺ) اور اللہ ﷻ کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ (ﷻ) اپنا حکم لائے“۔ (یعنی عذاب نازل ہو)

اور رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ [1] ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والدین، اولاد اور جمیع انسانیت سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے“۔

قرآنِ مجید ایمان اور اعمالِ صالحہ کی تعلیم و تربیت فرماتا ہے۔ چونکہ قرآنِ مجید انسانوں کی ہدایت اور تربیت کے لئے نازل ہوا ہے۔ اِس لئے جو لوگ اللہ ﷻ سے ڈر جاتے ہیں تو اللہ ﷻ انہیں ہدایت عطا فرما دیتا ہے اور تعلیم فرماتا ہے کہ اللہ ﷻ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (الفاتحہ:۶۔۵) ”(اے ہمارے اللہ ﷻ) ہمیں سیدھی راہ چلا اُن لوگوں کی راہ پر جن پر تیرا انعام ہوا“۔

انعام کن پر ہوا ہے؟ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء:۶۹) ”اللہ (ﷻ) نے انبیاء (کرام علیہم السلام)، صدیقین، شہداء اور صالحین پر انعام فرمایا ہے۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں“۔ جب ہم لوگ قرآنِ مجید کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق تربیت حاصل کریں گے تو ہم دُنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کر سکیں گے۔

رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے قرآنِ مجید کی تعلیمات اور علم تربیت کا چند کلمات میں ذکر فرما کر سمندر کو کوزے میں بند فرما دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ حَلَالٌ وَحَرَامٌ وَمُحْكَمٌ وَمُتَشَابِهٌ وَاَمْثَالٌ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ [2] ”قرآنِ مجید پانچ قسموں پر اُترا ہے اِس میں حلال اور حرام چیزوں کا ذکر ہے، اَحکام کا بیان ہے، متشابہ اور مثالوں کا بیان۔ آپ ﷺ نے فرمایا حلال کو اختیار کرو، حرام کو حرام جانو اور حرام کو چھوڑ دو، اَحکام پر عمل کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور پہلی قوموں کی مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔ جب ہم قرآنِ مجید کی تعلیم کے مطابق (۱) حلال کو اختیار کریں گے (۲) حرام سے بچیں گے (۳) اَحکام پر عمل کریں گے (۴) متشابہ پر ایمان رکھیں اور (۵) پہلی قوموں کی مثالوں سے عبرت حاصل کریں تو دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہوں گے۔

قرآنِ مجید گذشتہ اور آئندہ علوم کا خزانہ ہے جو انسانوں کی ہدایت، راہنمائی اور تربیت کے لئے نازل ہوا ہے۔ عزت و کامیابی قرآنِ مجید پر ایمان رکھنے اور عمل کرنے اور تلاوت کرنے سے ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

بارگاہِ ربُّ العالمین میں دُعا ہے ہم لوگ قرآنِ مجید سے محبت کریں اس کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں اور دین و دُنیا میں کامیاب ہوں۔ آمین!

واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين
والصلوة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله
واصحابه اجمعين

[1] بخاری جلد ۱ ص ۷۔ [2] مرآۃ جلد ۱ ص ۱۷۶، مشکوۃ ص ۳۱۔

"مسجد ضرار" مفسرین کی نظر میں

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (التوبہ:۱۰۷)

"اور جنہوں نے نقصان پہنچانے کیلئے مسجد بنائی اور کفر کے سبب اور ایمان والوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے اور اُس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ (ﷻ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ (ﷻ) گواہ ہے کہ وہ ضرور جھوٹے ہیں"۔

"اس میں منافقین کی ایک اور نہایت قبیح حرکت کا بیان ہے کہ اُنہوں نے ایک مسجد بنائی اور نبی ﷺ کو یہ باور کرایا کہ بارش اور سردی اور اس قسم کے موقعوں پر بیماروں اور کمزوروں کو زیادہ دُور جانے میں دقت پیش آتی ہے اُن کی سہولت کے لئے ہم نے یہ مسجد بنائی ہے۔ آپ وہاں چل کر نماز پڑھیں تاکہ ہمیں برکت حاصل ہو آپ ﷺ اس وقت تبوک کے لئے پابہ رکاب تھے۔ آپ نے واپسی پر نماز پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن واپسی پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اصل مقاصد کو بے نقاب کردیا۔ اس سے وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا' کفر پھیلانا' مسلمانوں کے درمیان تفرق پیدا کرنا اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے لئے کمین گاہ مہیا کرنا چاہتے تھے۔ جھوٹی قسمیں کھا کر وہ نبی ﷺ کو فریب دینا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن کے مکروفریب سے بچالیا اور فرمایا: اُن کی نیت صحیح نہیں اور یہ جو کچھ ظاہر کررہے ہیں اس میں جھوٹے ہیں" (اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فرمایا:) آپ ﷺ نے وہاں جاکر نماز پڑھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے مطابق آپ ﷺ وہاں جاکر نماز نہ پڑھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صرف یہ کہ وہاں نماز نہیں پڑھی بلکہ اپنے چند ساتھیوں کو بھیج کر وہ مسجد ڈھادی اور اُسے ختم کردیا۔ اس سے علماء نے استدلال لیا ہے کہ جو مسجد اللہ کی عبادت کی بجائے مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے کی غرض سے بنائی جائے وہ مسجد ضرار ہے اُس کو ڈھادیا جائے تاکہ مسلمانوں میں تفریق اور انتشار پیدا نہ ہو۔" (تفسیر احسن البیان ص۵۰۴'۵۰۳ چھاپہ سعودی عرب)

علمائے سعودی عرب کا فیصلہ:

جو مسجد اللہ کی عبادت کی بجائے مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے کی غرض سے بنائی جائے وہ مسجد ضرار ہے اُس کو ڈھادیا جائے تاکہ مسلمانوں میں تفریق اور انتشار پیدا نہ ہو۔" (تفسیر احسن البیان ص۵۰۴'۵۰۳ چھاپہ سعودی عرب)

تفہیم القرآن میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

نبی ﷺ کے مدینے تشریف لے جانے سے پہلے "قبیلہ خزرج" میں ایک شخص "ابو عامر" نامی تھا جو زمانہ جاہلیت میں "عیسائی راہب" بن گیا تھا۔۔۔۔۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد وہ نعمتِ ایمان ہی سے محروم نہ رہا بلکہ آپ کا حریف اور آپ اور آپ کے کام کی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا۔۔۔۔۔ مگر اپنے مشن میں ناکام ہونے کی صورت میں روم چلا گیا۔ اسلام کے خلاف ابو عامر کی سرگرمیوں میں مدینہ کے منافقین کا ایک گروہ اُس کے ساتھ شریک سازش تھا۔۔۔۔ جب وہ روم روانہ ہونے لگا تو اُس کے اور منافقوں کے درمیان یہ قرارداد ہوئی کہ مدینہ میں یہ لوگ اپنی ایک الگ مسجد بنالیں گے تاکہ عام مسلمانوں سے بچ کر منافق مسلمانوں کی علیحدہ جتھہ بندی اس طرح کی جاسکے کہ اُس پر مذہب کا پردہ رہے اور آسانی سے اُس پر کوئی شبہہ نہ کیا جاسکے اور وہاں نہ صرف منافقین منظم ہوسکیں اور آئندہ کارروائیوں کے لئے مشورے کرسکیں بلکہ "ابو عامر" کے پاس سے جو ایجنٹ خبریں اور ہدایات لے کر آئیں وہ بھی غیر مشتبہ فقیروں اور مسافروں کی حیثیت سے اس مسجد میں ٹھہر سکیں۔ یہ تھی وہ ناپاک

سازش جس کے تحت وہ مسجد (مسجد ضرار) تیار کی گئی۔ جس کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے۔

تیسری مسجد بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی:

مدینہ میں اس وقت دو مسجدیں تھیں ایک مسجد قبا جو شہر کے مضافات میں تھی۔ دوسری مسجد نبوی جو شہر کے اندر تھی۔ ان دو مسجدوں کی موجودگی میں ایک تیسری مسجد کی ضرورت نہ تھی اور وہ زمانہ ایسی احمقانہ مذہبیت کا نہ تھا کہ مسجد کے نام سے ایک عمارت بنا دینا بجائے خود کار ثواب ہو قطع نظر اس سے کہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ایک نئی مسجد کے معنی یہ تھے کہ مسلمانوں کی جماعت میں خواہ مخواہ تفریق رونما ہو جسے ایک صالح اسلامی نظام کسی طرح گوارا نہیں کرسکتا۔ اسی لئے یہ لوگ مجبور ہوئے کہ اپنی علیحدہ مسجد بنانے سے پہلے اس کی ضرورت ثابت کریں۔ چنانچہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس تعمیر نو کیلئے یہ ضرورت پیش کی کہ بارش میں اور سردی کی راتوں میں عام لوگوں کو اور خصوصاً ضعیفوں اور معذوروں کو جو ان دونوں مسجدوں سے دور رہتے ہیں پانچوں وقت دینی مشکل ہوتی ہے لہٰذا ہم محض نمازیوں کی آسانی کے لئے یہ ایک نئی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

ان پاکیزہ ارادوں کی نمائش کے ساتھ جب یہ "مسجد ضرار" بن کر تیار ہوئی تو یہ اشرار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ خود نماز پڑھا کر ہماری مسجد کا افتتاح فرما دیں مگر آپ ﷺ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس وقت میں جنگ کی تیاری میں مشغول ہوں اور ایک بڑی مہم درپیش ہے اس مہم سے واپس آکر دیکھوں گا۔" اس کے بعد آپ ﷺ تبوک کی طرف روانہ ہوگئے اور آپ ﷺ کے پیچھے یہ لوگ اس مسجد میں اپنی جتھ بندی اور سازش کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک طے کر لیا کہ ادھر رومیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قلع قمع ہو اور ادھر یہ فوراً ہی عبداللہ بن اُبی کے سر پر تاج شاہی رکھ دیں۔ لیکن تبوک میں جو معاملہ پیش آیا اس نے ان کی ساری اُمیدوں پر پانی پھیر دیا۔ واپسی پر جب نبی کریم ﷺ مدینہ کے قریب "ذی اوان" کے مقام پر پہنچے تو یہ آیات (سورہ توبہ کی آیت مبارک نمبر ۱۰۶ اور ۱۰۷) نازل ہوئیں اور آپ ﷺ نے اسی وقت چند آدمیوں کو مدینہ کی طرف بھیج دیا تاکہ آپ ﷺ کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے وہ اس "مسجد ضرار" کو مسمار کر دیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ ص ۲۳۱، ۲۳۳)

اشرار:

مودودی صاحب لکھتے ہیں مسجد ضرار بنانے والے لوگ اشرار ہیں۔ ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد کی ضرورت نہیں۔ مسجد ضرار کے نام سے ایک عمارت بنا دینا بجائے خود کار ثواب ہو قطع نظر اس سے کہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ایک نئی مسجد کے معنی یہ تھے کہ مسلمانوں کی جماعت میں خواہ مخواہ تفریق رونما ہو جسے ایک صالح اسلامی نظام کسی طرح گوارا نہیں کرسکتا۔

تفسیر جواہر القرآن میں ہے:

"یہاں ان منافقین کا ذکر ہے جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے، کفر کو تقویت دینے، مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور دشمنانِ اسلام کو پناہ دینے کی خاطر مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی"۔

لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ = جنگ حنین میں مشرکین کو شکست ہوئی تو ان کا ایک سرغنہ ابو عامر شام کی طرف بھاگ گیا اور منافقین مدینہ کو کہہ گیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قیصر روم سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس لئے تم مسجد کے نام پر ایک عمارت بنالو تاکہ اس میں بیٹھ کر اطمینان سے اسلام کے خلاف جنگی منصوبہ بندی کرسکوں۔ نیز اس کی طرف سے جو قاصد آیا کرے اور اسی عمارت میں ٹھہر سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابو عامر کے ایماء پر مسجد بنالی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس میں نماز پڑھنے کی درخواست کی تاکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے ان کے نفاق پر

پردہ پڑ سکے۔ اس وقت آپ ﷺ غزوہ تبوک کیلئے جا رہے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے واپسی پر اُن کی مسجد میں نماز پڑھنے کا وعدہ فرمالیا۔ واپسی پر آپ کو وعدہ یاد آیا تو اللہ ﷻ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو اصل حقیقت حال سے مطلع کرتے ہوئے اس مسجد میں جانے "سے روک دیا۔"

فرمایا: لَا تَقُمْ فِيهِ یعنی یہ مسجد خانہ خدا نہیں ہے اس میں آپ نماز نہ پڑھیں بلکہ اسے مسمار کر دیں کیونکہ اس کی بنیاد خدا اور رسول اور اسلام کی مخالفت پر رکھی گئی ہے۔

غلام اللہ صاحب لکھتے ہیں:

یہ مسجد خانہ خدا نہیں ہے اس میں آپ نماز نہ پڑھیں بلکہ اسے مسمار کر دیں کیونکہ اس کی بنیاد خدا اور رسول اور اسلام کی مخالفت پر رکھی گئی ہے۔ (جواہر القرآن از افادات حسین علی وان بچھروی صاحب ترتیب غلام اللہ خاں صاحب)

تفسیر نعیمی میں ہے:

شان نزول:

زمانہ جاہلیت میں مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا ابو عامر راہب جو عیسائی ہو گیا تھا اور توریت وانجیل کا عالم بن گیا تھا۔ لوگوں میں اُس کی بڑی عزت تھی۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا لقب "غسیل الملائکہ" ہے اسی مردود کے فرزند ہیں۔ جب اسلام کا آفتاب مدینہ منورہ میں چمکا۔ تمام لوگ حضور انور ﷺ کے قدموں میں گرنے لگے تو ابو عامر راہب کی عزت نہ رہی یہ اس پر جل گیا۔ حضور انور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کی آپ ﷺ کونسا دین لائے ہیں؟ فرمایا: دینِ حنیف ملتِ ابراہیم علیہ السلام۔ وہ بولا ملت پر تو میں ہوں۔ آپ ﷺ نے تو اپنی طرف سے یہ دین گھڑا ہے۔ فرمایا: کہ ہمارا اسلام ہی ملتِ ابراہیمی ہے۔ پھر دعا کی کہ مولیٰ ہم میں سے جو جھوٹا ہو اُسے سفر اور پشیمانی کی موت عطا فرما۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: آمین! پھر غزوہ اُحد میں حضور انور ﷺ سے عرض کی کہ جو قوم آپ ﷺ سے جنگ کرے گی میں اُس کے ساتھ آپ ﷺ کے مقابل ہوں گا۔ جب غزوہ حنین میں حضور انور ﷺ کے مقابلے سے لوگ ہوازن بھاگے تو یہ بھی بھاگا شام پہنچا اور منافقین مدینہ منورہ کو پیغام بھیجا کہ تم میرے لئے ایک مسجد اپنے محلہ میں بناؤ جو بظاہر مسجد حقیقت میں میری قیام گاہ اور حضور انور ﷺ کے خلاف سازش گاہ ہو۔ وہاں حضور انور ﷺ کے مقابلہ کیلئے اسلحہ اور جنگی سامان جمع کر دیں، قیصر روم سے لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کروں گا۔ اس وقت تم میری مدد کرنا۔ چنانچہ اُن منافقین نے مسجد قبا شریف کے قریب ایک مسجد بنائی۔ جب حضور انور ﷺ تبوک تشریف لے جا رہے تھے تو منافقین حضور انور ﷺ کی خدمت میں آئے اور بولے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہم نے بوڑھوں، کمزوروں اور دُور والوں کے لئے جو مسجد قبا میں نہ پہنچ سکیں یہ مسجد بنائی ہے۔ نیز بارش اور اندھیری راتوں میں ہم بھی اس مسجد میں بہ آسانی نماز پڑھ لیا کریں گے۔ حضور انور ﷺ ایک نماز یہاں پڑھ لیں اور دعائے خیر کریں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو ہم تبوک کی طرف پابہ رکاب ہیں، واپسی پر اگر اللہ ﷻ نے چاہا تو ہم وہاں نماز پڑھیں گے۔ یہ فرما کر حضور ﷺ تبوک چلے گئے۔ واپسی پر جب سرکار کائنات ﷺ مقام ذی اوان پہنچے جو مدینہ منورہ سے قریب ہے تو یہ منافقین پھر حاضر خدمت ہوئے اور وہی درخواست کی۔ تب اس جگہ پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ حضور انور ﷺ نے اُس دم حضرت وحشی (قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ) حضرت مالک ابن دخشم حضرت معن ابن عدی اور حضرت عامر ابن سکن رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تم لوگ فوراً اس مسجد کو آگ لگا کر ختم کر دو۔ اور اس کی جگہ کوروڑی (کوڑا) کی جگہ بنا دو جہاں کوڑا کچرا ڈالا جایا کرے۔ چنانچہ یہ حضرت وہاں گئے اور آن کی آن میں اُسے راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ مسجد ضرار میں "مجمع ابن جاریہ" نے کچھ دن غلطی سے امامت کی پھر توبہ کی۔ عہد فاروقی میں بہت مسجدیں بنائی گئیں مگر حکم دیا کہ اس جگہ کبھی مسجد نہ

بنے اور "مجمع ابن جاریہ" کہیں امام نہ بنے کیونکہ انہوں نے اس مسجد میں امامت کی تھی۔ انہوں نے اپنی بے خبری ظاہر کی تب انہیں امامت کی اجازت ملی۔ (تفسیر روح البیان، خازن، روح المعانی، بیضاوی، خزائن، العرفان وغیرہ)۔ ابو عامر راہب ملک شام میں مقام قنسرین میں تنہائی میں ہلاک ہوا۔ یہاں تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے یہ جگہ پھر حضرت ثابت بن ارقم رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی۔ انہوں نے وہاں گھر بنا کر رہنا شروع کیا تو ان کے اولاد نہ ہوئی۔ ایک دن اس میں کسی ضرورت کے لئے گڑھا کھودا تو اس میں سے دھواں نکلا۔ (روح البیان)

تفسیر:

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ظاہر یہ ہے کہ یہ فرمانِ عالی نیا جملہ ہے۔ لہٰذا اس کا واؤ ابتدائیہ ہے اَلَّذِیْنَ سے پہلے منہم پوشیدہ ہے یعنی منافقوں میں سے بعض وہ ہیں اَلَّذِیْنَ سے مراد وہ بارہ منافقین ہیں جنہوں نے یہ "مسجد ضرار" بنائی اور پھر حضور انور ﷺ کی خدمت میں وہ درخواست کی (۱) ودیعہ ابن ثابت (۲) خذام ابن خالد (۳) ثعلبہ ابن حاطب (۴) جاریہ ابن عمر۔ اس کے دو بیٹے (۵) مجمع اور (۶) زاہد (۷) معتب ابن قشیر (۸) عباد ابن حنیف (۹) ابو حبیبہ ابن ازعر (۱۰) بجنل ابن حارث (۱۱) بجاد ابن عثمان (۱۲) بجدح صنعبی (خازن، روح المعانی) ان میں سے خذام ابن خالد نے اپنے گھر میں سے ایک حصہ اس مسجد کے لئے نکالا۔ اِتِّخَاذ کے معنی ہیں بنانا۔ مسجد سے مراد "مسجد ضرار" ہے اگرچہ وہ جگہ ان بدنصیبوں نے اسلام کے خلاف سازشی گھر بنایا تھا مگر چونکہ اسے مسجد کی شکل دی تھی اور مسجد کا نام رکھا تھا۔ اس لئے اُسے مسجد فرمایا گیا یعنی ان کی خیالی مسجد۔۔۔ ان لوگوں نے یہ مسجد چار مقصدوں کے لئے بنائی تھی (۱) ضِرَارًا یہ مفعول لہ اِتَّخَذُوْا کا۔ یہ آسان اور قوی ہے۔ ضِرَار بروزن فعال بمعنی ضرر ہے (نقصان دینا) یعنی اپنی قریبی مسجد قبا کو نقصان پہنچانے کیلئے کہ وہاں نمازی کم ہو جائیں۔ ان میں کچھ یہاں آ جایا کریں اس میں مسلمانوں میں اتحاد نہ رہے یا مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کہ یہاں اسلام کے خلاف سازشیں کی جایا کریں دوسری توجیہ قوی ہے کیونکہ مسجد قبا شریف کو نقصان دینے کا ذکر تو آگے آ رہا ہے (۲) وَکُفْرًا یہ معطوف ہے ضرار پر اور اِتَّخَذُوْا کا مفعول لہ کفر سے مراد ہے اس مسجد میں جمع ہو کر کفریات بکا کریں۔ حضور انور ﷺ اور اسلام کے خلاف اپنے خاص لوگوں میں شبہات پیدا کریں۔ وہ لوگ تو کافر پہلے ہی تھے (۳) وَتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یہ عبارت معطوف ہے کفر اپر تفریق بنا ہے فرق بمعنی جدائی سے اَلْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد مسجد قبا شریف کے نمازی ہیں کہ سارے قبا والے ایک مسجد قبا میں نماز پڑھتے تھے۔ پنجگانہ نماز کے ذریعہ ان سب کی آپس میں ملاقات ہوتی رہتی تھی سب متفق و متحد تھے۔ ان بدنصیبوں نے چاہا کہ یہ لوگ پھٹ جاویں۔ ان کا شیرازہ بکھر جاوے۔ اور یہاں کے نمازیوں کو آہستہ آہستہ اسلام سے پھیر دیا جاوے (۴) وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ یہ عبارت معطوف ہے تَفْرِیْقًا پر اور اِتَّخَذُوْا کا مفعول لہ ہے جس میں ضرار بنانے کی چوتھی وجہ بیان ہوئی۔ اِرْصَادًا کے معنی عداوت کے لئے کسی کا انتظار کرنا بھی ہیں اور کسی کے خلاف تیاری کرنا بھی۔ رب فرماتا ہے وَاِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (کبیر، خازن، معانی وغیرہ) جس کا ترجمہ اردو میں ہے گھات لگانا مَنْ سے مراد وہی ابو عامر راہب ہے۔ جس کے لئے یہ ساری تیاری کی گئی تھی اللہ رسول سے جنگ کرنے سے مراد گذشتہ جنگوں میں حضور انور ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کے مقابل آنا۔ قبل سے مراد ہے "مسجد ضرار" کی تعمیر سے پہلے یعنی اس مسجد کی تعمیر کا چوتھا مقصد یہ ہے کہ وہ ابو عامر جو اس سے پہلے ہمیشہ حضور ﷺ کے مقابل آتا رہا ہے اس کے لئے گھات اور اڈہ بنانا کہ وہ مدینہ منورہ آ کر یہاں ٹھہرا کرے اور حضور انور ﷺ کے مقابل ان سے مشورے کیا کرے ان کی مسجد ضرار کی تعمیر کے مقاصد تو یہ ہیں اور ان کے دعووں کا یہ حال ہے وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی ظاہر یہ ہے کہ یہ فرمانِ عالی معطوف ہے اِتَّخَذُوْا

(باقی صفحہ نمبر ۴۴ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

فتاویٰ از فتاویٰ رضویہ شریف

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امامت کا مصلیٰ اگر در میں ڈالا جائے تو کون سے در میں ڈالا جائے اگر بائیں در میں ڈال لیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سنّت یہ ہے کہ امام مسجد کے وسط میں کھڑا ہو اگر مسجد کا اندرونی حصہ چھوٹا ہے اور باہر کا حصہ شمال یا جنوب کی طرف زیادہ وسیع ہے تو جب اندر نماز پڑھائیں تو اُس حصہ کے وسط میں امام کھڑا ہو اور جب باہر پڑھائیں تو اُس حصہ کے درمیان میں خواہ وہ کسی دروازہ کے مقابل ہو یا سب دروازوں سے باہر ہو جائے۔[1]

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے؟ اور بے ضرورت مہر اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مہر کے لئے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم کی جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہو تو بے شبہ مسنون ہے اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی حرام ہے۔ ایک سے زیادہ نگ ہونا کہ یہ صورت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے منع ہے۔[2]

مسئلہ: جس درخت کو پاخانہ وغیرہ کا ناپاک پانی دیا گیا ہو اس کا میوہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔[3]

مسئلہ: راگ یا مزامیر کرانا یا سننا گناہِ کبیرہ ہے یا صغیرہ اس کا مرتکب فاسق ہے یا نہیں؟

جواب: مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بلا شبہ حرام ہیں۔ جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق مقتداء کے کلماتِ عالیہ میں مصرح اُن کے سننے سنانے کے گناہ میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے۔ حضرات سادات بہشت کبرائے سلسلۂ عالیہ چشت رضی اللہ عنہم کی طرف اس کی نسبت محض باطل و افتراء ہے۔ حضرت سیّدی فخر الدین رازی قدس سرہ العزیز کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ عنہ کے اجلہ خلفاء سے ہیں جنہوں نے خاص عہد کرامت حضور ممدوح بلکہ خود بحکم حضور والا مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اُصول السماع" تالیف فرمایا ہے۔ اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں سَمِعَ بَعْضُ الْمَغْلُوْبِيْنَ اِسْمَاعَ مَعَ الْمَزَامِيْرِ فِيْ غَلَبَاتِ الشَّوْقِ وَاَمَّا الْاَشْعَارُ الْمُشْعِرَةُ مِنْ كَمَالِ صَنْعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبہ حال و شوق میں سماع مع مزامیر سنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ عنہم کا سننا اس تہمت سے بری ہے۔ وہ تو صرف قوال کی آواز ہے اُن اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں۔ انتہیٰ بلکہ خود ممدوح رضی اللہ عنہ نے اپنے ملفوظاتِ شریفہ "فوائد الفواد" وغیرہا میں جابجا مزامیر کی حرمت کی وضاحت فرمائی ہے بلکہ حضور والا صرف تالی کو بھی پسند نہ فرماتے کہ باطل مدعی لوگوں کو راستہ نہ ملے "فوائد الفواد" میں صاف تصریح فرمائی کہ مزامیر حرام ہیں۔[4]

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ بوقت سننے اسم پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے چومنے ضروری ہیں یا نہیں تو کس کس موقع اور کون کون محل پر۔ بینوا وتوجروا۔

جواب: ضروری بمعنی فرض یا واجب یا سنّتِ مؤکدہ تو اصلاً نہیں ہاں اذان میں علمائے فقہ نے مستحب رکھا ہے اور اس خاص موقع پر کچھ احادیث بھی وارد ہیں جو ایسی جگہ کافی تمسک ہیں (جیسا کہ رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں لکھی ہیں) مگر نماز میں یا خطبہ میں یا قرآن مجید سنتے وقت نہ چاہئے۔ نماز میں اس کی

---

[1] جلد ۶ ص ۶۲۶ چھاپ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔ [2] جلد ۱۰ ص ۱۴ نصف اول ادارہ اخوان المومنین ۱۵۰ راوی روڈ نزد پیر مکی لاہور۔ [3] جلد ۱۰ ص ۵ نصف اول ادارہ اخوان المومنین ۱۵۰ راوی روڈ نزد پیر مکی لاہور۔ [4] جلد ۱۰ ص ۵۴۔

ممانعت تو ظاہر ہے اور خطبہ اور قرآن مجید سنتے وقت ہمہ تن گوش ہو کر تمام حرکات و سکنات سے باز رہنا چاہیے۔ ۵

سوال: اس بارے میں شرع شریف میں کیا حکم ہے کہ مدینہ منورہ کو (یثرب) لکھنا کہنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص یہ لفظ کہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

جواب: مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع ہے اور گناہ ہے کہنے والا گنہگار ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **مَنْ سَمّٰی الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ هِیَ طَابَةٌ هِیَ طَابَةٌ** ۶ جو مدینہ (منورہ) کو یثرب کہے اُس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا نام "یثرب" رکھنا حرام ہے۔ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم ہے اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں لفظ یثرب آیا ہے وہ ربُّ العزت نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے: **وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ** ۷ یثرب کا لفظ فساد اور ملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن پر رد فرما کے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا۔

سوال: تھو شراب پیتا ہے اور تھو نے پتھو کو بھی ورغلا کر شراب پلائی ۸ وہ بھی پینے لگا تھوڑے عرصہ میں تھو تائب ہوا اور قطعاً شراب چھوڑ دی مگر پتھو پیتا رہا کیا پتھو کے مواخذے میں تھو بھی پکڑا جائے گا تو تھو کے بچنے کی کون سی صورت ہے؟

جواب: (۱) سچی توبہ اللہ ﷻ نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالے کو کافی و وافی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے۔ یہاں تک کہ شرک و کفر۔ سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر نادم و پشیمان ہو کر فوراً چھوڑ دے کہ ربّ ذوالجلال والاکرام کی نافرمانی تھی اور آئندہ کبھی اُس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے جو چارہ کار اُس کی تلافی کا اُس کے ہاتھ میں ہو بجالائے مثلاً نماز' روزے کے ترک یا غصب' سرقہ' رشوت' ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کیلئے اُن جرائم کو چھوڑنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو نماز روزہ کے ناغہ کئے اُن کی قضاء کرے۔ جو جو مال جس جس سے چھینا' چرایا' رشوت' سود میں مال لیا' انہیں اور وہ نہ ہوں تو اُن کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے۔ پتا نہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملیں گے اگر اس تصدق پر راضی نہ ہوئے تو انہیں اتنا مال اپنے پاس سے دے دوں گا۔ ۹

(۲) تھو پر دو گناہ تھے خود پینا اور پتھو کو ترغیب دینا۔ جس طرح خود پینے سے تائب ہوا اُس ترغیب سے بھی توبہ کرے نادم ہو' پشیمان ہو۔ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے عہد کرے کہ الٰہی تیرے بندۂ ذلیل نے تیری طرف رجوع کی' اب کسی کو ایسی ترغیب نہیں دے گا اور پتھو کو جس طرح گناہ کی رغبت دی تھی اب توبہ کی ترغیب دے۔ جہاں تک اپنے قابو میں ہو اُسے لطف و نرمی بشدت و گرمی سمجھائے بجھائے۔ اگر مانے تو بہتر ورنہ بری الذمہ ہوا۔ **لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی**۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۰

مسئلہ: ایک عورت کا خاوند مر گیا اور اس عورت نے دوسری شادی کر لی تو وہ عورت جنت میں کون سے خاوند کے پاس ہوگی۔

جواب: عورت اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ ہوگی۔ ۱۱

سوال: ایک شخص سود و رشوت وغیرہ حرام کھاتا ہے اور تجارت وغیرہ حلال پیشہ بھی اس کا ہے یعنی مال مخلوط حرام و حلال شے ہے اور وہ نماز پڑھتا نہیں اس کے مکان پر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز باِیں معنی تو ہے کہ کھائے گا تو کوئی شے حرام نہ کھائی جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے میرے سامنے آئی ہے بعینہٖ حرام

---

۵ جلد ۱۰ ص ۵۶۔ ۶ مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۵ درمنثور جلد ۵ ص ۱۵۵ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۰۰۔ ۷ الاحزاب: ۱۳۔ ۸ جلد ۱۰ ص ۶۱۔ ۹ جلد ۱۰ ص ۹۷۔ ۱۰ جلد ۱۰ ص ۹۷۔
۱۱ جلد ۱۰ ص ۱۰۵۔

ہے۔ مگر احتراز اولیٰ ہے خصوصاً جبکہ غالب حرام ہو۔ یہ شخص سود اور رشوت لینے کے باعث نہ صرف فاسق بلکہ عباد اللہ پر ظالم ہے۔ ایسے فساق سے اظہار بغض ونفرت پر سلف کا اجماع ہے۔ اس کے ہاں کھانے سے احتراز چاہیے اور اس کے ساتھ کھانے سے بچنا چاہیے۔ ۱۲

مسئلہ: اگر کوئی شخص غیر منکوحہ عورت بالغہ سے خدمت لے اور کوئی شے اس لحاظ سے اُسے ملے اور کہے میں دل خوش کروں اور پاؤں دباؤں اس سے باتیں کروں اور ایک ہی مکان میں رہنا اور عورت مذکورہ غیر محرم ہو تو یہ سب جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو عورت حد شہوت کو نہ پہنچے یعنی ہنوز نو برس سے کم عمر کی ہے یا حد فتنہ سے نکل گئی ہے یعنی ضعیفہ بڑھیا بدخو عورت کریہہ منظر ہے اس سے جائز خدمت یعنی اگرچہ خلوت میں بھی ہو حرام نہیں اور جو عورت اجنبیہ ان دونوں صورتوں سے جدا ہے۔ وہ محل اندیشہ فتنہ ہے اس سے خلوت حرام ہے اور اگر بلا خلوت روٹی پکانے کے کام پر ہے تو مضائقہ نہیں۔ باقی رہا دبانا، دبوانا اس سے تنہائی میں باتیں کر کے نفس خوش کرنا یہ صریح حرام اور شیطانی کام ہے۔ ۱۳

مسئلہ: تو مولود از شکم مادر مردہ شود (یعنی پیدا شدہ بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ نکلے) تو کس طرح دفن کیا جائے آیا کہ نال کٹوا کر دفن کریں یا کہ نال کاٹے بغیر دفن کریں؟

جواب: اس کا نال کاٹنے کی حاجت نہیں کہ ایذائے بے سبب ہے۔

مسئلہ: کیا آتشبازی بنانا اور چھوڑنا حرام ہے یا نہیں؟

جواب: یہ ممنوع وگناہ ہے بقولہ تعالیٰ **وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○** مگر جو صورت خاصہ لہو ولعب اور تبذیر و اسراف سے خالی ہو جیسے اعلانِ ہلال یا جنگل میں شہر میں موذی جانوروں کو بھگانے کے لئے یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کو بھگانے دوڑانے کے لئے ناڑیاں ہتانے تو تو مڑیاں چھوڑنا۔ ۱۴

(صفحہ نمبر ۴۱ کا بقیہ)

مَسْجِدًا الخ پر اور واؤ عاطفہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ نیا ہو اور واؤ ابتدائیہ قسم کا فاعل وہی منافقین، مسجد ضرار بنانے والے، **حسنیٰ** سے مراد اچھی بات یعنی کمزوروں بیماروں بوڑھوں کے لئے نماز میں سہولت پیدا کرنا اور اندھیری اور بارش والی راتوں میں نمازیوں پر آسانی کرنا یعنی اگر حضور انور ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے پوچھیں کہ تم نے مسجد کیوں بنائی؟ تو قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ اچھائی کا ہے کہ اس سے نمازیوں کو آسانی مہیا کی جاوے یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر نمازیں اور اذان ہوا کرے یہ ہے ان کی تقیہ بازی **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ** یہ فرمانِ عالی اُن کی بکواس کی تردید کے لئے ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ گواہ ہے کہ وہ اس بکواس میں نرے جھوٹے ہیں۔ ان کے وہ ہی چار ارادے ہیں جو ابھی ہم نے بیان کئے۔ **لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا** یہ نیا جملہ ہے جس میں حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے طفیل سے سارے مسلمانوں کو مسجد ضرار میں جانے سے وہاں ٹھہرنے وہاں نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔ قیام سے مراد یا تو وہاں نماز پڑھنا ہے۔ یا قیام سے مراد وہاں جانا ٹھہرنا ہے۔ یعنی آپ ﷺ وہاں کبھی نہ جائیں نہ ٹھہریں۔ اس صورت میں جانے ٹھہرنے سے مراد وہاں احتراماً جانا ٹھہرنا ہے۔ چار صحابہ کرام ﷺ اُسے جلانے مٹانے گئے تھے۔ ابداً فرما کر یہ بتایا کہ یہ ممانعت ہمیشہ کیلئے ہے۔ (تفسیر نعیمی پارہ ۱۱)

تفسیر نعیمی میں مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

جو مسجد مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے اور دوسری مسجد کے نمازی کم کرنے کے لئے بنائی جائے وہ "مسجد ضرار" کہلاتی ہے۔ مسجد ضرار جیسی مسجدیں بنانے والے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات کے منافقین کی طرح مسجد بنانے کی وجوہات بیان کرتے وقت ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ مسجد "مسجد ضرار" کہلاتی ہے جس مسجد میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خلاف زبان درازی کی جائے۔ (جاری ہے)

۱۲ جلد ۱۰ ص ۱۰۶۔ ۱۳ جلد ۱۰ ص ۱۳۸۔ ۱۴ جلد ۱۰ ص ۱۷۴۔

اظہارِ محبت

بسلسلہ صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری

از: ملک عارف محمود والٹن:

ربِ ذوالجلال والاکرام کا انتہائی کرم اور نوازش ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی صورت میں ایک عظیم عالم عطا فرمائے ہیں۔ عالم وہی صاحب علم کہلا سکتا ہے جو عامل ہو اور عامل وہی ہو سکتا ہے جو علم پر عمل پیرا ہو۔

پیر طریقت رہبر شریعت جناب حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب بعنوان "صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری" آپ کے علم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کتاب میں اُن پہلوؤں کو خوب اُجاگر کیا گیا ہے جس کی موجودہ معاشرے کو ضرورت ہے کیونکہ مصنف صرف علوم دینیہ کے ہی ماہر نہیں بلکہ حالاتِ حاضرہ سے آگاہی رکھنے والے بھی ہیں۔ آپ بڑی محبت اور پیار سے اُمتِ مصطفی ﷺ کی رہبری اور راہنمائی فرما رہے ہیں۔

کسی شخص کے عقائد و نظریات، ایمانیات اور اعتقادیات اُسی صورت میں دُرست ہوں گے جب اُس کا عقیدہ صحیح اور دُرست ہوگا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ صحیح العقیدہ سنی عالم دین کی کتابوں کا انصاف کی نگاہ سے مطالعہ کی جائے۔ مجھ جیسے عام انسانوں کی راہنمائی قرآن مجید فرقان حمید نے یوں فرمائی: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ "پھر انہیں اہل علم سے دریافت کرو جن (مسائل) کو تم نہیں جانتے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ نے اپنی کتابوں میں بڑے آسان الفاظ میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کو حید ربانی کے ساتھ ساتھ عظمت اور تعظیم وتوقیر محبوب کبریا رحمت للعالمین، خاتم النبیین ﷺ اور آپ ﷺ کی ذات وصفات اور معجزات اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل ومعجزات نیز صحابہ کرام اہل بیت عظام ﷺ اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمتیں اور کرامتیں بیان فرماتی ہیں وہاں دیگر دینی مسائل کو بڑی خوبی سے بیان فرما کر ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے اور ہمارے سینوں کو نورِ ایمان سے منور فرمایا ہے اس پر جتنی تحسین کی جائے کم ہے۔

دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اپنے پیارے نبی رحمت رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے میرے شیخ کو عمر خضری عطا فرمائے اور آپ پر انوار وتجلیات کی بارشیں ہمیشہ برستی رہیں۔ آمین!

از: مولانا قاری محمد رب نواز نقشبندی حقانی جلالی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم   مزاج گرامی بخیر

بندہ ناچیز نے قبلہ یوسفی صاحب کو اتوار ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو نمازِ عصر کے بعد فون کیا اور ملاقات کا وقت مانگا۔ تو بوجہ مصروفیات حضرت نے فرمایا کہ آج میں ایئرپورٹ کے پاس "علی کالونی" جا رہا ہوں تو آپ کل یعنی ۳۰ مئی ۲۰۱۱ء بروز پیر دن 11:00 بجے تشریف لے آئیں۔ تو حسب وعدہ بندہ ناچیز اپنے دو دوستوں کے ہمراہ قبلہ حضرت صاحب کے پاس جامع مسجد نگینہ میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔

ہم لوگ ایک مسئلہ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ایک فتویٰ کی تسلی وتشفی کے لئے حاضر ہوئے تھے کیوں کہ کچھ دن پہلے ایک مولوی صاحب سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ایک فتویٰ بارے میں کافی بحث ومباحثہ بھی ہوا مگر وہ نہ مانے۔ بندہ ناچیز کا تقریباً کافی عرصہ سے یہ معمول ہے کہ اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو پہلے خود کوشش کرتا ہے، کتابوں سے تلاش کرنے کے بعد اگر نہ ملے تو قبلہ یوسفی صاحب کو فون کر کے مسئلہ اور حوالہ پوچھ لیتا ہوں۔ میں بے حد مشکور ہوں قبلہ یوسفی صاحب کا میں نے جب بھی فون کیا آپ خود فون سنتے ہیں۔ دُعا سلام کے بعد جب عرض کی جاتی ہے حضرت ایک مسئلہ پوچھنا ہے تو فرماتے ہیں جی ارشاد

فرمائیں۔ قبلہ یوسفی صاحب کا یہ جملہ سن کر مجھے بہت ہی خوشی ہوتی ہے کیونکہ میں کافی لوگوں سے فون پر رابطہ کرتا ہوں جب کسی مسئلہ کے لئے بات ہو تو فرماتے ہیں آپ ہمارے پاس آجائیں مگر قبلہ یوسفی صاحب کا انداز سب سے جدا ہے یہ فرماتے ہیں جی ارشاد فرمائیں۔

قبلہ یوسفی صاحب نے مسئلہ بھی سمجھایا اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ بھی ہمیں سمجھایا۔ ملاقات ہماری کافی لمبی رہی تقریباً اڑھائی گھنٹے مختلف موضوعات پر بات ہوتی رہی تو دورانِ گفتگو قبلہ یوسفی صاحب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ہمیں کچھ کتابیں دیں جن میں بالخصوص "صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری" جلد اول' یوسف مصر محبت' ایصال ثواب' مکمل صحیح اسلامی عقیدہ اور دیگر کتب و رسائل۔

میں نے گھر آتے ہی "یوسف مصر محبت" کا مطالعہ شروع کر دیا۔ قبلہ یوسفی صاحب نے اپنے شیخ کامل کی ذاتِ اقدس کے حالات و واقعات پر کمال کی عرق ریزی کی ہے۔ بہت دل محظوظ ہوا۔ پھر میں نے رات کو صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری کا مطالعہ شروع کیا تو رات ختم ہوگئی مگر کتاب کو میں نے نہ چھوڑا۔

نماز فجر پڑھانے کے بعد بھی پڑھتا رہا۔ پھر مدرسہ جامعہ شمسیہ فیض العلوم میں اپنے ساتھ لے آیا۔ کلاس میں چار اسباق (ترجمۃ القرآن' شرح مائۃ عامل' ھدایۃ النحو اور منطق) پڑھانے کے بعد پھر پڑھنا شروع کیا تو تقریباً کتاب کے پانچ صفحات باقی تھے خیر میں نے کتاب کو پورا پڑھا تو دل کو سکون اور روح کو چین آگیا۔

قبلہ یوسفی صاحب نے عرق ریزی کا حق ادا کر دیا اور غیر مقلد مولوی صاحب کی ہر ہر لفظ میں صحیح تشریح کا حق ادا کیا ہے۔

قبلہ یوسفی صاحب ویسے بھی بڑے مدلل خطیب اور مدلل مصنف اور مدلل صوفی بزرگ ہیں اور بڑے زیرک انسان ہیں۔

آپ کی ہر کتاب حوالہ جات کے ساتھ مزین ہوتی ہے۔

بلکہ اگر کسی کو کوئی حوالہ درکار ہو تو قبلہ یوسفی صاحب سے رابطہ کرے۔

آخر میں دعا گو ہوں اُن حضرات کا بھی جو قبلہ یوسفی صاحب کے ساتھ ہر طرح کا تعاون اور محبت کرتے ہیں۔

اس دور میں قبلہ یوسفی صاحب عرق ریزی کا حق ادا کر رہے ہیں اور آپ نے کئی موضوعات پر مدلل اور جامع کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خاص نظر کرم اور آپ کے شیخ کامل کی خاص نظر عنایت آپ پر ہے کہ آپ کو ہر موضوع پر لب کشائی' تصنیف و تالیف کا مکمل ملکہ حاصل ہے۔ اور خصوصاً عمل کی درستگی پر بڑھا زور دیتے ہیں آپ کے مرید اگر کسی بھی جگہ نظر آئیں گے تو سنت کے مطابق داڑھی شریف' سفید لباس اور سفید عمامہ شریف زیب تن ہوگا' پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بندہ قبلہ یوسفی صاحب کے ساتھ وابستہ ہے۔

دُعا ہے رب کریم قبلہ یوسفی صاحب کو عمر خضری عطا فرمائے اور آپ کا سایہ اہلسنت پر تادیر قائم و دائم فرمائے اور حضرت کے جذبوں میں اللہ کریم اور زیادہ چاشنی عطا فرمائے۔ آمین!

خادم العلماء نیاز مند

مولانا قاری محمد رب نواز نقشبندی حقانی جلالی

خطیب جامع مسجد غوثیہ رضویہ شمس آباد کوٹ خواجہ سعید لاہور

مدرس جامعہ شمسیہ فیض العلوم فیض باغ لاہور

چیف ایڈیٹر ماہنامہ سید حاراستہ لاہور کا دورۂ انگلینڈ

منیر احمد یوسفی (ایم-اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ "سید حاراستہ" لاہور' مورخہ ۱۳ ستمبر تا ۱۳ اکتوبر کو تبلیغی دورے پر انگلینڈ کے مختلف شہروں میں تشریف لے جا رہے ہیں۔

انگلینڈ میں پروگرام کی مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

محمد ساجد یوسفی 00447716954738

محمد طاہر یوسفی 00447872340123

ABC CERTIFIED

رجسٹرڈ سی پی ایل ۲۳۲

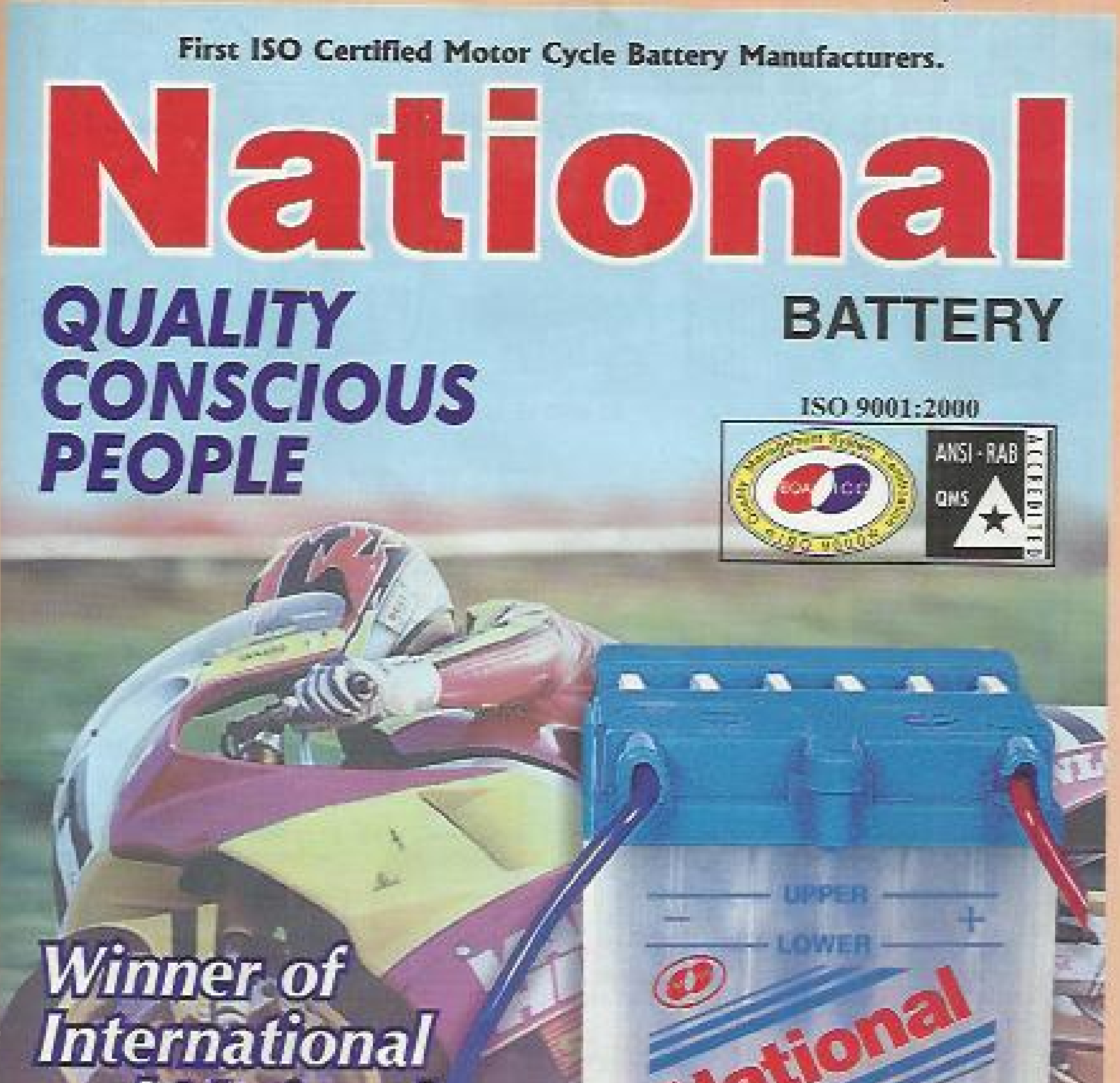

عطاے نگینہ پرنٹرز: 0300-4156297